بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسواک کا اہتمام کیجئے

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب : مسواک کا اہتمام کیجئے
مؤلف کتاب : مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی
(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد)
صفحات : 82
قیمت : 40روپے
کمپیوٹر کتابت : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری
تزئین وسیٹنگ : قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبدالرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومئ ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)
فون:06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون:09704172672

فہرست عناوین

❁ عرض مرتب	۸
○ مسواک کا اہتمام	۱۲
○ مسواک اور احادیث	۱۲
○ حضور ﷺ کا اہتمام	۱۵
○ صحابہ ﷺ کا اہتمام	۱۶
○ تابعینؒ کا اہتمام	۱۸
○ دین میں مسواک کا مقام	۱۸
○ وضو کرتے وقت مسواک	۲۰
○ وضو کرتے وقت مسواک کب کی جائے؟	۲۲
○ تیمم و غسل کے وقت مسواک	۲۳
○ نماز کے وقت مسواک	۲۳
○ مسواک کی حکمت	۲۶
○ احناف بھی نماز کے وقت مسواک کرنے کے قائل ہیں	۲۷
○ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی وضاحت	۲۷
○ علامہ شامیؒ کی توجیہ	۲۸

- مولانا عبدالحی لکھنوی ؒ کی توجیہ ۲۸
- نماز جمعہ کے لئے مسواک ۲۹
- سجدۂ تلاوت کے لئے مسواک ۳۰
- تلاوت ودیگر اذکار کے لئے مسواک ۳۰
- روزہ دار کے لئے مسواک ۳۱
- روزہ دار کے لئے تر مسواک ۳۲
- سونے سے پہلے مسواک ۳۳
- سوکر اٹھنے کے بعد مسواک ۳۳
- منہ میں بو پیدا ہو جانے پر مسواک ۳۴
- قریب المرگ کا مسواک کرنا ۳۴
- مسواک مزید دیگر مواقع پر ۳۵
- مسواک کے فوائد ۳۶
- مسواک کس لکڑی کی ہو؟ ۳۹
- ان لکڑیوں کی مسواک مکروہ ہے ۴۱
- مسواک کیسی ہو؟ ۴۲
- لکڑی کے علاوہ اشیاء کا استعمال ۴۳
- مسواک کی موجودگی میں برش کا استعمال ۴۳
- کیسا برش استعمال کرے؟ ۴۶
- مسواک کرنے کا طریقہ ۴۶
- مسواک کتنی بار کی جائے؟ ۴۸
- انگلی سے دانتوں کو رگڑنے کا طریقہ ۴۹
- مسواک کرتے وقت کی دعا ۴۹
- مسواک لیٹ کر نہ کرے ۵۰

○ مسواک مٹھی باندھ کر نہ کرے ۵۰
○ لعاب نہ نگلے ۵۱
○ مسواک دھو کر رکھے ۵۱
○ مسواک کھڑی کر کے رکھے ۵۱
○ مسواک کس ہاتھ سے کرے؟ ۵۲
◆ **اعذار کے وقت مسواک کا حکم** ۵۵
○ مسواک کرنے سے قئ آنا ۵۵
○ مسواک کرنے سے خون نکلنا ۵۵
○ مسواک کی پابندی سے تکلیف ۵۵
○ جسے دانت نہ ہوں ۵۶
◆ **مسواک کے دیگر احکام** ۵۷
○ عورت کے لئے علک ۵۷
○ مسجد میں مسواک کرنا ۵۸
○ دوسرے کی مسواک کرنا ۵۹
○ ایک مسواک کئی دن استعمال کرنا ۶۰
○ مسواک کی تیاری میں دوسروں سے مدد لینا ۶۱
◆ **کلی کرنا** ۶۴
○ کلی کرنا وضو کا جزء ہے؟ ۶۴
○ کلی کرنے کا حکم کیوں؟ ۶۵
○ کلی کرنے کا طریقہ ۶۶
○ کھانے کے بعد کلی کرنا ۶۶
○ دودھ پینے کے بعد کلی کرنا ۶۶
○ چکنی چیزوں کے استعمال کے بعد کلی کرنا ۶۷

◆ ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا ٦٨
○ ناک صاف کرنے کا طریقہ ٧٠
○ وضو میں کلی اور ناک کی صفائی ٧٠
○ کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ ٧١
○ وضو میں کلی اور ناک کی صفائی میں ترتیب ٧٢
○ وضو میں کلی اور ناک کی صفائی کرنے کا طریقہ ٧٣
○ فرض سے پہلے سنت ادا کرنے کا حکم کیوں؟ ٧٣
○ ایک شبہ اور اس کا حل ٧٤
○ غسل میں کلی اور ناک کی صفائی ٧٤
○ غسل میں کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ ٧٦
○ روزہ دار کیلئے مبالغہ کا حکم ٧٦
◆ انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا ٧٧
○ غسل براجم کا مطلب ٧٨
○ غسل براجم کی حکمت ٧٨
○ غسل براجم مستقل سنت ہے ٧٩
○ غسل براجم وضو میں ٧٩
○ غسل رواجب ٨٠
○ غسل براجم کا ایک اور معنی ٨٠
○ بدن کے دوسرے حصوں کے میل کچیل ٨٠
○ ابن حجرؒ کی صراحت ٨١

☆☆☆☆

عرض مرتب

اسلام نے نظافت و پاکیزگی کا جو فطری نظام پیش کیا ہے اس کی نظیر کسی اور دین و مذہب میں نہیں ملتی، دوسرے ادیان میں صاف ستھرا اور نفاست پسند ہونا ایک طرح کا جرم تھا، اور ایسا شخص مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا، نہ پانی کا صحیح انتظام تھا، نہ نہانے دھونے اور صاف ستھرا رہنے والے شخص کی ہمت افزائی کی جاتی تھی اور نہ ہی انھیں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اس تعلق سے ایک نظر یہود و نصاریٰ کی تاریخ پر ڈالتے چلیں، ڈاکٹر ڈریپر (۱۸۸۲ء) کی کتاب کا اردو ترجمہ مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے ''معرکۂ مذہب وسائنس'' کے نام سے کیا ہے، ذیل میں اسی کتاب کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں:

۱- قرون وسطیٰ میں یورپ کا بیشتر حصہ لق ودق بیابان یا بے راہ جنگل تھا، جابجا دلدلیں اور غلیظ جوہڑ (بارانی تالاب) تھے، صفائی کا کوئی انتظام نہیں تھا، نہ گندے پانی کو نکالنے کے لئے نالیوں اور بدرؤں کا رواج تھا، عوام ایک ہی لباس سالہا سال پہنتے، جسے دھوتے نہیں تھے، نتیجۃ وہ بوسیدہ، میلا اور بدبودار ہوجاتا تھا، نہانا اتنا بڑا گناہ تھا کہ جب پاپائے روم نے سسلی اور جرمنی کے بادشاہ فریڈرک ثانی (۱۲۵۰ء) پر کفر کا فتویٰ لگایا تو سرفہرست یہ الزام درج تھا کہ وہ ہر روز مسلمانوں کی طرح غسل کرتا ہے۔ (۱)

۲- پاپائے روم کے یہاں ہر وہ عیسائی کافر تھا جو مسلمانوں کی تہذیب یا کسی اور بات کو اچھا سمجھتا ہو یا ہر روز نہاتا ہو، ایسے کافروں کو سزا دینے کے لئے پاپائے روم نے ۱۴۷۸ء میں ایک مذہبی عدالت قائم کی، جس نے پہلے سال دو ہزار افراد کو زندہ جلایا، اور ستر ہزار کو قید و جرمانہ کی سزا دی۔ (۲)

---

(۱) یورپ پر اسلام کے احسانات ص:۷۶

(۲) یورپ پر اسلام کے احسانات ص:۹۰

۳- غلیظ جسم اور میلے لباس کی وجہ سے جوؤں کی یہ کثرت تھی کہ جب برطانیہ کا لاٹ پادری باہر نکلتا تو اس کی قبا پر سیکڑوں جوئیں چلتی پھرتی نظر آتیں۔(۱)

۴- جب اسپین میں اسلامی سلطنت کو زوال آیا تو فلپ دوم (۱۵۹۸ء) نے تمام حمام حکماً بند کرادیے، کیونکہ ان سے اسلام کی یاد تازہ ہوتی تھی، اسی بادشاہ نے اشبیلیہ کے گورنر کو محض اس لئے معزول کر دیا کہ وہ روزانہ ہاتھ منہ دھوتا ہے۔(۲)

مگر اسلام نے اس کے برخلاف نظافت و پاکیزگی پر خاص توجہ دی ہے، اس کی ترغیب دی ہے۔ اور اسے منجملہ اسلامی احکام کے ایک حکم قرار دیا ہے، جو اس پر عمل نہ کرے اسے اچھا اور بہتر شخص نہیں کہا گیا ہے، نہ صرف یہ کہ نظافت و پاکیزگی اسلام میں مطلوب ہے؛ بلکہ خود آپ ﷺ کو بھی اس کا بڑا اہتمام تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ سفر میں بھی آپ ﷺ تیل، کنگھی، سرمہ، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک چھوٹی سی سیخ (جو سر کھجانے کے کام آتی) ساتھ رکھتے تھے (۳) منہ اور دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا استعمال بڑی کثرت سے فرماتے تھے (۴) ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا آپ ﷺ کے معمولات میں داخل تھا (۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب سو کر اٹھتے تو پہلا کام مسواک کرنا ہوتا تھا، اور جب بھی باہر سے گھر تشریف لاتے تو پہلے مسواک فرماتے تھے (۶) حتی کہ حیات طیبہ کا آخری عمل مسواک کرنا تھا (۷) نظافت ہی کے پیش نظر آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

(۱) حوالہ سابق: ۷۷

(۲) حوالہ سابق

(۳) شعب الإيمان رقم الحديث: ۶۰۷۲، فصل في حلق جميع الرأس، المعجم الكبير رقم الحديث: ۲۳۵۲، باب من اسمه إبراهيم

(۴) ابن ماجة رقم الحديث: ۲۸۹، باب السواک

(۵) مسلم رقم الحديث: ۷۶۳، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه

(۶) حوالہ سابق

(۷) بخاری رقم الحديث: ۴۴۳۸، باب مرض النبي ﷺ

"من کان له شعر فلیکرمه"(۱)

"جو بال رکھے تو اسے اسکا اکرام کرنا چاہئے"

ایک مرتبہ آپ ﷺ باہر تشریف لے جانے لگے تو پہلے کنگھا کیا، پھر پانی سے بھرے ہوئے پیالہ کی مدد سے اپنے بالوں کو درست کیا، آپ ﷺ کا یہ عمل دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بول پڑیں کہ اے حضور ﷺ! آپ ﷺ تو خود خوبصورت ہیں، مزید آرائش کی آپ کو کیا ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إذا خرج الرجل إلی إخوانه فلیهئی من نفسه فإن الله یحب الجمال"(۲)

"جب کوئی آدمی اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنی شکل وصورت کو درست کرلیا کرے، کیونکہ خود اللہ تعالی جمال کو پسند کرتے ہیں"

ایک صحابی بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے، آپ کو ان کی یہ حالت دیکھ کرنا گواری ہوئی، اور انھیں بال سنوارنے کا حکم دیا، جب وہ بال درست کر کے دوبارہ حاضر ہوئے تو فرمایا: پراگندہ بال شیطانی فعل ہے(۳) ایک اور صحابی ایک مرتبہ میلے کچیلے اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: بہت کچھ ہے، اونٹ، گھوڑے، بکریاں، غلام سبھی کچھ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تمہارے رہن سہن سے بھی اللہ تعالی کے انعامات کا اظہار ہونا چاہئے (۴) ایک مرتبہ ایک صحابی کو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو ان پر نکیر فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"أما کان هذا یجد ماء یغسل به ثوبه"(۵)

"کیا اس شخص کو پانی بھی میسر نہیں ہے کہ اس سے کپڑے کو دھولیتا"

---

(۱) ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۳، باب في إصلاح الشعر
(۲) أدب الاملاء والاستمل، اللسمعانی: ۳۲، فصل في أدب المملی، ینبغي للمحدث الخ
(۳) شعب الإیمان رقم الحدیث: ۶۰۴۳، فصل في إکرام الشعر
(۴) أبو داؤد رقم الحدیث: ۴۰۶۳، باب في غسل الثوب الخ
(۵) أبو داؤد رقم الحدیث: ۴۰۶۲، باب في غسل الثوب الخ

ایک جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أصلحوا لباسکم حتی تکونوا کالشامة فی الناس "(۱)

"اپنے کپڑوں کی اصلاح اور صفائی وستھرائی پر اتنی توجہ دو کہ لوگ تمہارے کپڑوں میں خوشبو محسوس کریں"

اسی نقطۂ نظر سے آپ ﷺ نے سفید کپڑے کے پہننے کی ترغیب دی ہے؛(۲) تاکہ اگر کوئی داغ دھبہ یا میل کچیل کپڑے پر لگ جائے تو بآسانی نظر آجائے اور فوراً اسے صاف کرلیا جائے، ان تصریحات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کیسا صاف ستھرا مذہب ہے، اور نظافت کے تعلق سے اس نے کیسی عمدہ ہدایات دی ہیں، ذیل میں نظافت وپاکیزگی کے باب سے مسواک کرنا بھی ہے اور وہ امور فطرت کے قبیل سے بھی ہیں، لہذا مسواک سے متعلق تفصیلات اور اس کے علاوہ کلی، ناک کی صفائی اور انگلیوں کے جوڑوں کے دھونے کے بارے میں ضروری احکام اگلے صفحات میں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث:۵۶۱۶، سهل بن الحنظلیة
(۲) أبو داؤد رقم الحدیث:۳۸۷۸، باب في الأمر بالکحل

مسواک کا اہتمام

امور نظافت میں سے مسواک کرنا بھی ہے، احادیث میں اسے امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے (۱) حضرت ابراہیمؑ کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا تھا، ان میں سے ایک مسواک کرنے کا بھی حکم تھا (۲) علامہ بہوتی حنبلی رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ سب سے پہلے مسواک کرنے کا شرف حضرت ابراہیمؑ کو حاصل ہوا ہے۔ (۳)

مسواک اور احادیث

مسواک کی ترغیب وتاکید بہت سی احادیث میں وارد ہوئی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں :

"السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب" (۴)

"مسواک منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ اور خدا کی خوشنودی کا سبب ہے"

سونے کی حالت میں چونکہ منہ میں ایک قسم کا تعفن پیدا ہوجاتا ہے، اس لئے سو کر اٹھنے کے بعد سب سے پہلا کام آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ مسواک کر کے اس تعفن کو دور کرو، اس کے بعد نماز اور دیگر اوراد میں مشغول ہوا کرو، چنانچہ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :

"استاکوا وتنظفوا وأوتروا فإن اللہ وتر یحب الوتر" (۵)

(۱) مسلم رقم الحدیث: ۲۶۱، باب خصال الفطرۃ
(۲) مستدرک حاکم رقم الحدیث: ۳۰۵۵، من سورۃ البقرۃ
(۳) کشاف القناع: ۱/۷۱، باب السواک وغیرہ
(۴) مسند أحمد رقم الحدیث: ۲۴۲۰۳، مسند الصدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا
(۵) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۱۸۰۶، ماذکر في السواک

''مسواک کرو، اور نظافت اختیار کرو پھر وتر پڑھو، کیونکہ اللہ وتر کو محبوب رکھتا ہے''

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت بہت مشقت میں پڑ جائیگی تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا ان پر اسی طرح لازم کر دیتا جس طرح ان پر وضو لازم ہے(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

''إن أفواھکم طرق القرآن فطھروھا بالسواک''(۲)

''تم لوگوں کے منہ آیات قرآنیہ کی ادائیگی کا ذریعہ ہیں، لہٰذا اسے مسواک کر کے خوف صاف رکھا کرو''

حضرت قثم یا تمام بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہم لوگ مسواک کئے ہوئے نہیں تھے، تو آپ ﷺ نے ہم لوگوں پر نکیر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ''تم لوگ بدبودار منہ لیکر میرے پاس کیوں آجاتے ہو، یہاں آنے سے پہلے مسواک کیوں نہیں کر لیتے''(۳)

اور بیہقی کی روایت میں ہے:

''تدخلون علی قلحا استاکوا''(۴)

''تم بدبودار منہ کے ساتھ آجاتے ہو، مسواک کیا کرو (اس سے بدبو کا ازالہ ہوگا)''

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام مسواک کرنے کی بار بار تاکید فرماتے (میں نے اس کے نتیجے میں اتنی کثرت سے مسواک کی کہ) اب مجھے ڈاڑھ کے کچل جانے کا خوف ہونے لگا(۵) اور ایک روایت میں اگلے دانتوں کے ضائع ہوجانے کا

---

(۱) مسند ابن أبی شیبة رقم الحدیث:۹۷۴، مارواہ سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ
(۲) حلیة الأولیاء:۲۹٦/۴، تذکرة سعید بن جبیر
(۳) مسند أحمد رقم الحدیث:۱۵٦۵٦، حدیث قثم بن تمام الخ
(۴) السنن الکبری للبیھقی رقم الحدیث:۱۵۲، باب الدلیل أن السواک سنة لیس بواجب
(۵) المعجم الکبیر للطبراني رقم الحدیث:۵۱۰، بریدة بن حصیب

خوف بھی مذکور ہے(۱) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد میں کافی تاخیر ہوگئی، جب وہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:

"وكيف نأتيكم وأنتم لا تقصون أظفاركم ولاتنقون براجمكم ولاتستاكون"(۲)

"ہم آپ لوگوں کے پاس کیسے آیا کریں، حالانکہ آپ نہ ناخن کاٹا کرتے ہیں نہ انگلیوں کے جوڑوں کو دھوتے ہیں، اور نہ ہی مسواک کرتے ہیں"

آپ ﷺ نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسواک کا اہتمام کرنے پر توجہ دلائی، اور اس شدت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ خود آپ کو یہ محسوس ہونے لگا کہ میں نے مسواک کے متعلق کافی تاکید کردی ہے(۳) آپ ﷺ کے اسی اہتمام اور توجہ دلانے کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ہونے لگا کہ شاید مسواک کی فرضیت سے متعلق کوئی وحی نہ نازل ہوجائے(۴) ایک روایت میں خود آپ ﷺ کا بھی یہی احساس مذکور ہے:

"ما جاء ني جبرئيل إلا أوصاني بالسواك حتى لقد خشيت أن يفرض علي وعلى أمتي"(۵)

"میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی تشریف لائے تو مسواک کی تاکید فرمائی، حتی کہ مجھے یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں مجھ پر اور میری امت پر مسواک کرنا فرض نہ کردیا جائے"

چار صفات جو انبیاء کی مشترک سنت رہی ہیں، جن پر انہوں نے خود بھی عمل کیا

---

(۱) ابن ماجة رقم الحديث:۲۸۹، باب السواك

(۲) مصنف ابن ابي شيبة رقم الحديث:۱۸۰۵، ماذكر في السواك

(۳) بخاري رقم الحديث:۸۸۸، باب السواك يوم الجمعة

(۴) مسند أحمد رقم الحديث:۲۷۹۸، مسند عبداللہ بن عباس

(۵) ابن ماجة رقم الحديث:۲۸۹، باب السواك

اور اپنی امتوں کو بھی اس کی ترغیب دی، ان میں سے ایک مسواک کرنا بھی ہے(۱) جس سے مسواک کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

حضور ﷺ کا اہتمام

جہاں آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کو نہایت تاکید کے ساتھ مسواک کرنے کی ترغیب دی، وہیں آپ ﷺ خود بھی اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے، حضرت خالد جھنی ؓ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ جب بھی نماز کے لئے تشریف لاتے تو مسواک کر کے آیا کرتے تھے (۲) سونے سے پہلے اور سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا آپ ﷺ کے معمول میں داخل تھا، حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں :

"لاینام لیلۃ و لا ینتبہ إلا استن" (۳)

"آپ ﷺ جب بھی رات میں سوتے یا سونے کے بعد بیدار ہوتے
تو مسواک ضرور فرماتے تھے"

حضرت فضل بن عباس ؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے (۴) آپ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو سب سے پہلا کام آپ ﷺ کا مسواک کرنا ہوتا تھا۔(۵)

مسواک کا اہتمام آپ ﷺ سفر میں بھی کرتے تھے، اور سامان سفر میں مسواک بھی رکھا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"کان النبی ﷺ إذا سافر حمل السواک" (۶)

"آپ ﷺ جب بھی سفر کیا کرتے تھے تو مسواک آپ ﷺ کے
ساتھ ہوا کرتی تھی"

---

(۱) ترمذی رقم الحدیث: ۱۰۸۰، باب ماجاء في فضل التزویج والحث علیہ
(۲) المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ۵۲۶۱، صالح بن نبھان
(۳) المعجم الأوسط رقم الحدیث: ۷۹۸۰، من بقیۃ من أول اسمہ میم
(۴) المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۷۶۳، کریب مولی بن عباس عن الفضل ابن عباس
(۵) مسلم رقم الحدیث: ۲۵۳، باب السواک
(۶) التلخیص الحبیر: ۱/۲۴۱، باب السواک

آپ ﷺ کبھی کبھی مسواک کو اپنے کان پر بھی رکھ لیا کرتے تھے(۱) البتہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے معتبر ہونے کو تسلیم نہیں کیا ہے،(۲) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ معمول تھا کہ آپ اپنی مسواک کان پر رکھا کرتے اور جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو مسواک کرتے تھے۔(۳)

مسواک کا حد درجہ اہتمام اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عین وفات سے کچھ قبل (جبکہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت مسواک موجود نہیں تھی تو) دوسرے کی مسواک لے کر آپ ﷺ نے مسواک کی تھی، چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"ومما يدل على محافظته على السواک استياكه بسواک عبدالرحمن بن أبي بكر عند وفاته"(۴)

''آپ ﷺ کے مسواک پر خصوصی توجہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے وفات پانے سے قبل حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی مسواک لے کر مسواک فرمائی''

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اہتمام

آپ ﷺ کے اسی عمل اور بار بار توجہ دلانے کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مسواک کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب بھی آپ رضی اللہ عنہ سویا کرتے تھے تو پہلے مسواک کرتے تھے، رات میں بیدار ہوتے تو اس وقت بھی مسواک کرتے اور جب فجر کی نماز کے لئے آتے تو بھی مسواک کرتے تھے(۵) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی مسواک ہر وقت پانی میں تر رہتی تھی، جب بھی وہ نماز یا دیگر ضروری امور سے فارغ ہوجاتی تھیں تو مسواک کرنا شروع

(۱) السنن الكبرى للبيهقي رقم الحديث:۱۵۷، باب تأكيد السواک عند القيام إلى الصلاة
(۲) حوالہ سابق
(۳) أبو داؤد رقم الحديث:۴۷، باب السواک
(۴) مرقاة:۱/۳۹۶، باب السواک
(۵) مصنف ابن ابی شيبة رقم الحديث:۱۷۸۸، ما ذكر في السواک

کردی تھیں(۱) نماز وتر سے فارغ ہونے کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہے عام طور سے متصلاً پڑھنے کا رواج ہے، لیکن ان دو نمازوں کے درمیان بھی بعض صحابہ سے مسواک کرنا منقول ہے(۲) حضرت زید بن خالد الجھنی ﷛ کے متعلق آتا ہے کہ ان کی مسواک کان ہی پر رہا کرتی تھی، جب بھی وہ نماز ادا کرتے تو مسواک کرتے، پھر کان ہی پر مسواک رکھ لیا کرتے تھے(۳) اور حضرت سالم بن کیسان رحمہ اللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل صرف حضرت زید بن خالد الجہنی ﷛ ہی کا نہ تھا، بلکہ عام صحابہ ﷛ کی مسواک کان ہی پر رہا کرتی تھی، تاکہ آسانی کے ساتھ حسب ضرورت اس سے کام لیا جا سکے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"أن عبادة بن الصامت ﷛ وأصحاب رسول الله ﷺ كانوا
يروحون والسواك على آذانهم"(۴)

"حضرت عبادہ بن صامت ﷛ اور حضور ﷺ کے عام صحابہ ﷛
جب کہیں جاتے تھے تو مسواک ان کے کانوں پر رہا کرتی تھی"

بعض حضرات کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ مسواک کو عمامہ کے بیچ میں بھی رکھ لیا کرتے تھے(۵) حضرت ابن عمر ﷛ جو ایک ایک سنت کے تلاش وجستجو اور اس پر عمل کے حریص تھے، وہ بھی عام مواقع پر پابندی سے مسواک کرتے تھے، ان سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے بھی مسواک کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وكان ابن عمر ﷛ لا يأكل الطعام إلا استن يعني استاك"(۶)

"حضرت ابن عمر ﷛ مسواک کر کے ہی کھانا کھایا کرتے تھے"

---

(۱) حوالہ سابق رقم الحديث: ۱۸۰۱
(۲) حوالہ سابق رقم الحديث: ۱۸۱۴
(۳) أبوداؤد رقم الحديث: ۴۷، باب السواك
(۴) مصنف ابن ابی شيبة رقم الحديث: ۱۷۹۴، ما ذكر في السواك
(۵) شامی: ۱/۱۱۵، سنن الوضوء
(۶) الزهد والرقائق لابن المبارك رقم الحديث: ۱۲۲۹، باب فضل ذكر الله عز وجل

اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے کے بعد مسواک کرنا میرے لئے دو خوبصورت غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔(١)

تابعین کا اہتمام

صحابہ کرام ﷺ کی فیض صحبت اوران کی تربیت سے براہ راست مستفید ہونے والی جماعت تابعین کی ہے، اس جماعت کے عام افراد میں خیراورتقوی ودینداری کا پایا جانا زبان نبوت سے ثابت ہے(٢) اور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کبار تابعین میں سے کوئی کذاب نہیں ہے، ایسی مقدس جماعت میں بھی مسواک کا اہتمام پایا جاتا تھا، حضرت منصور رحمہ اللہ اپنے استاد حکم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک بار امام مجاہد رحمہ اللہ کے مہمان بنے، جس کی وجہ سے ان کو نہایت قریب سے امام مجاہد رحمہ اللہ کے اعمال کا جائزہ لینے کا موقع ملا، ان کا تاثر امام مجاہد رحمہ اللہ کے بارے میں یہ تھا:

"کان أشد شئ مواظبة علی السواک"(٣)

"وہ مسواک کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے"

یحیی بن وثاب رحمہ اللہ بھی کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے، وہ مسواک کرتے کرتے مسجد تک پہونچ جایا کرتے تھے، پھر بھی بند نہیں کرتے تھے، وہاں بھی مسواک کرتے رہتے تھے(٤)۔یہی اہتمام تقریباً عام تابعین کا تھا، مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

دین میں مسواک کا مقام

مسواک وضو کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے، وضو کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی مسواک کرنا احادیث سے ثابت ہے، اسے امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے، رسولوں کی مشترکہ

---

(١) حوالہ سابق رقم الحدیث:١٢٣٠

(٢) بخاری رقم الحدیث:٢٦٥١، باب لا یشهد علی شهادة جور إذا اشهد

(٣) مصنف ابن أبي شيبة رقم الحديث:١٨٠٠، ماذكر في السواك

(٤) حوالہ سابق رقم الحدیث:١٨١٦، من کان یستاک ثم لا یتوضأ

سنت قرار دیا گیا ہے، اس کے علاوہ احادیث میں وقت کی تعیین کے بغیر مسواک کرنے کی ترغیب وتاکید آئی ہے، ان وجوہ کی بناء پر مسواک کا سنن دین میں سے ہونا راجح معلوم ہوتا ہے، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے(۲) علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی بحث کا حاصل بھی یہی ہے کہ مسواک کا سنن دین میں سے ہونا ہی حق ہے(۳) قہستانی میں ظاہر الروایہ کے حوالے سے یہ ہے کہ مسواک مستقل سنت ہے، وضو کے ساتھ خاص نہیں ہے(۴) علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ، علامہ زیلعی رحمہ اللہ، علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ، صاحب کافی، صاحب نہر، صاحب جواہر نفیسہ، صاحب سنن الهدی فی متابعۃ المصطفی وغیرہ نے مسواک کو سنن دین میں سے ہونا ہی راجح قرار دیا ہے(۵) حاصل یہ کہ عام حالات میں مسواک کی حیثیت دین میں سنت کی ہے، احادیث اس کی مؤید ہیں، تفصیل کے لئے علامہ بدرالدین عینی کی شرح ہدایہ کی طرف مراجعت کی جائے۔(۶)

یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہ اور کتب حدیث کی شروحات میں جو اختلاف بڑے زور وشور سے نقل کیا جاتا ہے کہ مسواک سنن وضو میں سے ہے یا سنن صلوۃ میں سے، اور پھر فریقین کے دلائل کو ذکر کر کے کسی ایک جانب کو راجح قرار دیا جاتا ہے، اور دوسری جانب کی احادیث میں تطبیق وتاویل کی راہ اختیار کی جاتی ہے، اس سے تو ظاہراً یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مسواک کا تعلق صرف نماز سے ہے یا پھر وضو سے ہے، سنن دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے!

مگر یہ شبہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ مسواک کے متعلق احادیث ایک دو نہیں؛ بلکہ ستر صحابہ سے منقول ہیں(۷) ان احادیث پر جسکی نگاہ ہوگی، اسے اس حقیقت تک رسائی میں دشواری

---

(۱) عمدۃ القاری: ۱۸۵/۳، باب السواک
(۲) بنایہ: ۲۰۰/۱، السواک من سنن الوضوء
(۳) شامی ۱/ ۱۱۴، سنن الوضوء
(۴) حوالہ سابق
(۵) حوالہ سابق
(۶) بنایہ: ۲۰۰/۱، السواک من سنن الوضوء
(۷) بنایہ ۱/ ۱۴۸، باب السواک

نہیں ہوسکتی کہ دین میں مسواک کی حیثیت مستقل سنت کی ہے، جہاں تک مذکورہ اختلاف کی بات ہے تو وہ صرف اس حدیث ''لو لا أن أشق علی أمتي الخ'' یا اس مضمون کی دوسری حدیث کے بارے میں ہے کہ اس حدیث میں مسواک کا محل کیا ہے، فقہاء ومجتہدین کا اختلاف اسی محل کی تعیین میں ہوا ہے، اور اسی حدیث کا مصداق متعین کرنے کے بارے میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ مسواک سنن وضوء میں سے ہے یا سنن صلوۃ میں سے، یہ مطلب نہیں ہے کہ مسواک کے تعلق سے جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں، ان سب کو انہی دو خانوں میں سے کسی ایک میں ڈال دیا گیا ہے، غرض مسواک کا سنن دین میں سے ہونا تو مسلم ہے، لیکن اس میں مزید تاکید جن خاص اسباب کی وجہ سے آتی ہے ان میں نماز و وضو دونوں ہیں یا صرف وضوء ہے، اور بس (۱) اس سلسلے میں حق کیا ہے؟ وہ ذیل کی تفصیل سے معلوم ہوگا۔

وضو کرتے وقت مسواک

مسواک کرنا وضو کرتے وقت سنت ہے، احادیث میں اسے وضو کا جزء قرار دیا گیا ہے (۲) حضرت ابو ہریرہ ﷺ آپ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :

''لو لا أن أشق علی أمتي لأمرتهم بالسواک مع کل وضوء'' (۳)

''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا''

ایک اور حدیث میں ہے:

''لو لا أن أشق علی أمتي لفرضت علیهم السواک مع الوضوء'' (۴)

---

(۱) فتح الملهم:۱/ ۳۰۸، باب السواک

(۲) بنایہ:۱/ ۲۰۵، فضل السواک وأوقات استحبابه

(۳) مسند أحمد رقم الحدیث:۹۹۲۸، مسند أبي هریرة ﷺ

(۴) السنن الکبری للبیهقي رقم الحدیث: ۱۴۸، باب الدلیل علی أن السواک سنة لیس بواجب

''اگر میری امت کے لئے دشوار نہ ہوتا تو میں ان کے لئے مسواک کو وضو کے ساتھ ضروری قرار دیتا''

انہی احادیث کے پیش نظر ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے، (۱) علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے وضو کرتے وقت مسواک کرنے کو سنت موکدہ قرار دیا ہے (۲) اکثر حضرات کی یہی رائے ہے، قدوری اور عام متون میں بھی یہی ہے۔ (۳)

البتہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ مسواک کرنا وضوء میں سنت ہے، انکار کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ سنت ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ مسواک کرنا وضو میں صرف مستحب ہے (۴) زیلعی وغیرہ میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا ہے (۵) لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے مسواک کے وضو میں سنت ہونے پر کئی صحیح احادیث ذکر کی ہیں (۶) اور علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے وضو میں مسواک کے سنت ہونے پر احادیث پیش کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کو ان دلائل کا علم نہ ہوا ہو (۷) (یا محتاط انداز میں یہ کہا جائے کہ انہیں اس کا استحضار نہ رہا ہو) بہر حال وضو میں مسواک کا سنت ہونا ہی دلائل کی روشنی میں صحیح ہے، چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح صغیر میں ہے:

وقد عده القدوري والأكثرون من السنن وهو الأصح (۸)

''صاحب قدوری اور اکثر حضرات نے مسواک کو سنن وضو میں سے

---

(۱) موسوعہ فقہیہ ۴/ ۱۳۷، مادۃ: استیاک
(۲) درمختار مع شامی: ۱/ ۱۱۳، سنن الوضوء
(۳) شامی: ۱/ ۱۱۳، سنن الوضوء
(۴) فتح القدير: ۱/ ۲۵، كتاب الطهارة
(۵) شامی ۱/ ۱۱۳، سنن الوضوء
(۶) بنایہ ۱/ ۱۱۹، السواک من سنن الوضوء
(۷) إعلاء السنن ۱/ ۲۹، باب سنية السواک
(۸) شامی ۱/ ۱۱۳، سنن الوضوء

قرار دیا ہے اور یہی اصح ہے“

لیکن یہ خیال رہے کہ یہاں وضو سے مراد مطلق وضو ہے، خواہ اس وضو سے نماز پڑھنا ہو یا نہ ہو، بہرحال مسواک کرنا سنت ہے۔(۱)

وضو کرتے وقت مسواک کب کی جائے ؟

مسواک چونکہ منہ کی نظافت کا سبب ہے(۲) اور منہ تلاوت قرآن کا ذریعہ بھی ہے جس کی طہارت ونظافت کا حکم ہے(۳) اس لئے وضو کرتے وقت گٹوں تک ہاتھ دھونے کے بعد کلی کرتے وقت مسواک کرنی چاہئے، تاکہ مکمل طور پر منہ کی صفائی ہو جائے، چنانچہ بنایہ میں ہے:

”ثم وقته عند المضمضة تكميلا للإنقاء“(۴)

”وضو میں مسواک کلی کرتے وقت کی جائے، کیونکہ اس سے صفائی مکمل طور سے ہو جائیگی“

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے(۵) علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”وعليه أكثر أصحابنا“ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل بھی یہی تھا، ان وجوہ کی بناء پر مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”فليكن هو المعول عليه“(۷)

”کلی کرتے وقت مسواک کرنے کا قائل ہونا ہی زیادہ مناسب ہے“

---

(۱) عارضۃ الاحوذی ۱/۳۹، أبواب الطهارة
(۲) ابن ماجه رقم الحديث: ۲۸۹، باب السواک
(۳) شعب الإيمان رقم الحديث: ۱۹۴۰، فصل في السواک لقراءة القرآن
(۴) بنايه: ۱/۲۰۵، فضل السواک وأوقات استحبابه
(۵) البحر الرائق: ۱/۲۱، سنن الوضوء
(۶) بنایہ ۱/۲۰۴، فصل السواک وأوقات استحبابه
(۷) سعايه: ۱/۱۱۸، باب السواک، المبحث الخامس

تیمم وغسل کے وقت مسواک

وضو کرتے وقت تو کسی قدر مسواک کرنے کا اہتمام دیکھنے میں آتا ہے، لیکن جب کسی مجبوری کے تحت تیمم کرنے کی نوبت آجائے تو اس وقت سرے سے مسواک کرنے کا خیال بھی نہیں آتا، اسی طرح جب غسل کے لئے جانا ہوتا ہے تو اس وقت بھی مسواک کرنے کا جو اہتمام ہونا چاہئے تھا وہ ہم لوگوں میں نہیں پایا جاتا ہے، حالانکہ غسل و تیمم کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے، تیمم کے لئے جب مٹی پر ہاتھ مارنے کا ارادہ کرے تو اس وقت مسواک کرے، اور جب غسل کرنا چاہے تو اس سے پہلے منہ کی صفائی کرلے۔(۱) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والسواک مستحب فی جمیع الأوقات لکن فی خمسة أوقات أشد استحبابا أحدها عند الصلوة سواء کان مطهرا بماء أو تراب الخ" (۲)

''مسواک کرنا تو ہر وقت مستحب ہے، البتہ پانچ اوقات میں اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ نماز کے وقت کیا جائے، خواہ وضو کرنا ہو یا تیمم کرنا ہو''

نماز کے وقت مسواک

نماز کے وقت مسواک کرنے کے بارے میں بھی احادیث میں تاکید آئی ہے، حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لولا أن أشق علی أمتی أو علی الناس لأمرتهم بالسواک مع کل صلاة" (۳) وفی روایة الترمذی: "عند کل صلوة (۴)"

---

(۱) موسوعه فقهیه: ۱۳۹/۴، الاستیاک في الطهارة - التیمم والغسل
(۲) فتح الملهم: ۳۰۸/۱، باب السواک
(۳) بخاری رقم الحدیث: ۸۸۷، باب السواک یوم الجمعة
(۴) ترمذی رقم الحدیث: ۲۲، باب ما جاء في السواک

”اگر میری امت پر یا (آپ ﷺ نے فرمایا) لوگوں پر مسواک کرنا دشوار نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ (یا فرمایا) ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا“

خود آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب نماز کے لئے تشریف لاتے تو مسواک کرلیا کرتے تھے (۱) ایک حدیث میں ہے کہ جو نماز مسواک کر کے ادا کی جائے وہ ثواب کے اعتبار سے اس نماز سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائے (۲) حضرت علی ؓ سے منقول ہے کہ جب انسان مسواک کر کے نماز پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے پیچھے کھڑا ہو کر غور سے اس کی قرأت کو سننے لگتا ہے، اور آہستہ آہستہ قریب بھی ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اپنا منہ مصلی کے منہ پر رکھ دیتا ہے، پھر جو آیت بھی پڑھتا ہے وہ فرشتہ کے پیٹ میں جاتی رہتی ہے (۳) ان احادیث کی روشنی میں نماز کے وقت بھی مسواک کرنے کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے؛ چنانچہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ غزنویہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

ویستحب فی خمسة مواضع: اصفرار السن وتغیر الرائحة والقیام من النوم والقیام إلی الصلوة وعند الوضوء (۴)

”پانچ مواقع پر مسواک کرنا مستحب ہے، جب کہ دانت زرد ہوجائے، منہ میں بدبو پیدا ہوجائے، سوکر اٹھا جائے، نماز کی تیاری کی جائے، اور جبکہ وضو کرنے کا ارادہ ہو“

اسی کے قائل علامہ حلبی بھی ہیں، فتاوی تاتارخانیہ میں تتمہ سے یہی منقول ہے، ہدیہ ابن عماد حاشیہ ہدایہ اور امداد الفتاح میں بھی یہی ہے، علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے بھی اسی

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ۵۲۶۱، صالح بن نبہان
(۲) صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۳۷، باب فضل الصلاة التی یستاک لها الخ
(۳) السنن الکبری للبیهقی رقم الحدیث: ۱۶۲، باب تأکید السواک عند القیام إلی الصلاة
(۴) فتح القدیر: ۱/۲۵، کتاب الطهارة

قول کو ترجیح دی ہے(۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے نماز کے وقت مسواک کرنے کو مستحب لکھا ہے، اور اس کو راجح قول قرار دیا ہے(۲) اور علامہ شبیر احمد عثانی رحمہ اللہ نے اس کو اکثر احناف وشوافع کا قول قرار دیا ہے۔(۳)

ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ نماز اشرف ترین عبادت ہے، اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اسے پاکی ونظافت کی حالت میں ادا کرنے کا حکم ہے، اور مسواک کرنا بھی چونکہ منہ کی نظافت کے قبیل سے ہے، اس لئے اسے بھی مسنون ہونا چاہئے (۴) اور علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز کئی عبادات پر مشتمل ہے، اس میں اللہ تعالی سے سرگوشی ومناجات ہے، قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اور ملائکہ کی معیت حاصل ہوتی ہے، اور ان میں سے ہر ایک اس بات کا متقاضی ہے کہ مسواک کے ذریعہ منہ کو خوب صاف کرلیا جائے ، اسی کے ساتھ اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ فقہاء نے عام اجتماع میں بھی شرکت کرنے کے لئے مسواک کو مستحب قرار دیا ہے، تو نماز جیسی عبادت جس میں ملائکہ کی معیت ہوتی ہے، اس کے لئے تو بدرجہ اولی مسواک کو مستحب و مستحسن ہونا چاہئے (۵) اور یہاں نماز سے کوئی خاص نماز مراد نہیں ہے، نفل ہو یا فرض ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے(۶) حتی کہ اگر وضو کسی اور نماز کے لئے کیا تھا، اب اسی وضو سے دوسری نماز کچھ تاخیر سے ادا کر رہا ہے تو بھی مسواک کرنا چاہئے۔(۷)

---

(۱) شامی:۱/ ۱۱۴، سنن الوضوء

(۲) مرقاۃ:۱/ ۳۹۵، باب السواک

(۳) فتح الملہم:۱/ ۳۰۸، باب السواک

(۴) عمدۃ القاری:۶/ ۱۸۲، باب السواک یوم الجمعۃ

(۵) شامی:۱/ ۱۱۴، سنن الوضوء

(۶) عمدۃ القاری:۶/ ۱۸۲، باب السواک یوم الجمعۃ

(۷) عارضۃ الاحوذی:۱/ ۳۹، أبواب الطہارۃ

مسواک کی حکمت

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لئے مسواک کرنے کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''جب کسی عالیشان دربار میں جانا ہوتو قبل از حضور دربار ظاہری شکل وشباہت کا سنوارنا اور دانتوں کو صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے، کیونکہ بات چیت کرنے کے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے طبائع سلیمہ کو نفرت ہوتی ہے، پس احکم الحاکمین سے بڑھ کر کس کا دربار عالیشان ہوسکتا ہے، جس کے لئے یہ اہتمام کیا جائے ، کیونکہ ان اللہ جمیل ویحب الجمال یعنی خدائے تعالی خوب ہے اور خوبی کو پسند کرتا ہے، سو جب کہ یہ بات ٹھہری تو دانتوں کے میل اور بوئے دہن (منہ کی بدبو) کو وہ کب پسند کرسکتا ہے، اس وجہ سے اعظم شعائر اللہ یعنی نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر قاذورات (گندگیاں) اور میل کچیل کو صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، ایسا ہی دانتوں کے میل ومنہ ومسوڑھوں کی عفونت (سخت بدبو) کو رفع کرنا بھی مستحسن ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ تعظیم شعائر اللہ کیلئے جو امور بجالائے جاتے ہیں ان سے جسمانی فوائد حاصل ہونے کے علاوہ اخروی اجر وثواب بھی ملتا ہے، (نیز) اگر بہت دنوں تک مسواک نہ کی جائے تو مسوڑھوں اور دانتوں میں بقیہ اجزاء غذا کے رہنے اور میل جم جانے سے منہ میں تعفن اور بدبو ہوجاتی ہے، اور جب انسان مسجد کے اندر نمازیوں میں جا کر کھڑا ہوتا ہے تو اس کی بدبو سے ان کو اور ارواح طیبہ ملائکۃ اللہ کو ایذا پہونچتی ہے، اور یہ امر عند اللہ وعند الناس مقبوح ومکروہ ہے'' (۱)

(۱) المصالح العقلیہ ،ص:۴۱-۴۲

احناف بھی نماز کے وقت مسواک کرنے کے قائل ہیں

اس تفصیل سے یہ بات تو صاف ہوگئی کہ احناف کے یہاں بھی نماز کے واسطے مسواک کرنا مستحب ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض احناف نماز کے وقت مسواک کرنے کو مستحب نہیں سمجھتے ہیں، اور نماز کے وقت مسواک کرنے میں خون بہنے کا احتمال پیدا کر کے اپنے موقف کو مدلل کرتے ہیں (۱) لیکن یہ احتمال صحیح نہیں ہے، کیونکہ عادت بن جانے کے بعد یہ خوف جاتا رہتا ہے (۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں ایک بڑے پتے کی بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نماز کے وقت مسواک کرنے میں احناف وشوافع کا جو اختلاف ہے، وہ صرف ایک حدیث کی مراد متعین کرنے میں ہے، اور وہ حدیث ہے "**لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل وضوء**" یہ حدیث مختلف سندوں سے کتب حدیث میں مروی ہے، ان کے تتبع سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ لفظ وضو کے ساتھ "عند" (قریب) اور "مع" (ساتھ ساتھ) دونوں کا ذکر ہے، اور لفظ صلوۃ کے ساتھ صرف "عند" مذکور ہے، البتہ ایک روایت میں لفظ صلوۃ کے ساتھ بھی "مع" کا ذکر ملتا ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے، اسلئے اس لفظ کے ساتھ یہ حدیث لائق اعتبار نہیں ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں وضو کے ساتھ مسواک کرنا مراد ہے یا نماز کے وقت؟ تو احناف ایک تو "عند" اور "مع" کے استعمال کو مدنظر رکھا، دوسرے انہوں نے ابن حبان کی اس روایت کو بھی سامنے رکھا جس میں یہ ذکر ہے:

"لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم مع الوضوء بالسواك عند كل صلاة" (۳)

(۱) البحر الرائق: ۲۱/۱، سنن الوضوء

(۲) شامی: ۱۱۳/۱، سنن الوضوء

(۳) صحيح ابن حبان رقم الحديث: ۱۰۶۹، ذكر البيان بأن قوله ﷺ عند كل صلاة أراد به الخ

"مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر وضو کے ساتھ
ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا"

پھر فرمایا کہ عند اور مع کا استعمال اور یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ "مع کل وضوء" والی حدیث میں آپ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ مسواک ہر نماز کے قریب مشروع ہے، اور اسے ایسے وقت میں کیا جائے جبکہ وضو کیا جاتا ہے، اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ تکبیر تحریمہ سے متصل مسواک کی جائے، ہاں اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم موکد ترین ہے، اور اس کا محل وضو ہے۔(۱)

علامہ شامی کی توجیہ

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی اچھی توجیہ پیش کی ہے، اور وہ یہ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسواک کر کے جو نماز پڑھی جائے وہ بلا مسواک پڑھی جانے والی نماز پر ستر گنا فضیلت رکھتی ہے(۲) اب علماء کے مابین یہ اختلاف ہوگیا کہ اس ثواب کا استحقاق کس وقت مسواک کرنے سے ہوگا، تو شوافع کے یہاں عین تکبیر تحریمہ کے وقت جب مسواک کی جائے تب اس ثواب کا استحقاق ہوگا، اور احناف کے یہاں وضو کے وقت مسواک کر لینے سے بھی ملے گا، تو اصل اختلاف استحقاق ثواب کے بارے میں ہے، نہ کہ مطلق نماز کے بارے میں، جب یہ بات ہے تو احناف پر یہ الزام نہیں آتا کہ وہ نماز کے وقت مسواک کے مستحب ہونے کے قائل نہیں ہیں، دوسرے دلائل کی روشنی میں احناف کا موقف بھی یہی ہے کہ نماز کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔(۳)

مولانا عبدالحی لکھنوی کی توجیہ

اور ایک توجیہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی اس موقع سے لکھی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ فقہاء احناف جب کہتے ہیں :

---

(۱) فتح الملھم:۱/۳۰۸، باب السواک
(۲) صحیح ابن خزیمۃ رقم الحدیث:۱۳۷، باب فضل الصلاۃ التی یستاک لھا الخ
(۳) شامی:۱/۱۱۳، سنن الوضوء

"إنه سنة للوضوء دون الصلوة"

''مسواک وضو کی سنت ہے نہ کہ نماز کی''

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مسواک وضو کے لئے سنت مؤکدہ ہے، نماز کے لئے سنت موکدہ نہیں ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز کے لئے مسواک کرنا مستحب بھی نہیں ہے، بلکہ دیگر دلائل کی روشنی میں اس کا مستحب ہونا مسلم ہے، گویا نماز کے وقت مسواک کے بارے میں جو اختلاف ہے، وہ سنت موکدہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہے، احناف کے یہاں سنت موکدہ تو نہیں ہے، البتہ مستحب ضرور ہے۔(۱)

نماز جمعہ کے لئے مسواک

جمعہ کے دن خاص طور سے طہارت ونظافت کی تاکید آئی ہے، اس دن تیل اور خوشبو لگانے اور اچھا وعمدہ کپڑا پہننے کی ترغیب بھی کئی احادیث میں مذکور ہے، نظافت ہی کے قبیل سے مسواک کرنا بھی ہے، اس لئے جمعہ کی نماز کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے مسواک کو بھی خصائص جمعہ میں سے شمار کیا ہے(۲) زین بن منیر فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مسلمانوں سے خاص طور پر ظاہر جسم کی پاکیزگی ونظافت کا مطالبہ کیا گیا ہے، اور غسل کرنے، پاکی وصفائی پر توجہ دینے اور خوشبو وغیرہ لگانے کی ترغیب دی گئی ہے، اور مسواک چونکہ منہ کی نظافت کا ذریعہ ہے، اس لئے اس کا اہتمام بھی کرنا چاہئے، کیونکہ منہ سے ہی خدا کا ذکر کیا جاتا ہے، اس کے دربار میں مناجات پیش کی جاتی ہے، منہ کے بدبودار ہونے کی صورت میں فرشتوں کو تکلیف ہوگی، اور انسانوں کو بھی اذیت محسوس ہوگی، اس لئے منہ کی صفائی کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک مستقل باب ''باب السواک یوم الجمعه'' کے نام سے قائم فرمایا ہے، حضرت ابن عباس ﷺ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"إن هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين فمن جاء منكم

---

(۱) سعایه: ۱/۱۲۰، والمضمضة بمياه

(۲) زادالمعاد: ۱/۳۶۵، فصل في خواص يوم الجمعة

إلى الجمعة فليغتسل وإن كان طيب فليمس منه وعليكم بالسواک"(۱)

''جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید کا دن ہے، تم میں سے جو نماز جمعہ کیلئے آنا چاہے تو پہلے غسل کرلیا کرے، اور اگر خوشبو ہو تو اسے بھی لگالیا کرے، اور مسواک بھی ضرور کیا کرے''

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسواک کرنا یوں تو ہر نماز کیلئے مستحب ہے، لیکن نماز جمعہ کیلئے اسکے استحباب میں اور اضافہ ہوجاتا ہے، کیونکہ اس دن لوگوں اور فرشتوں کا خاص طور پر اجتماع ہوتا ہے، (۲) مسواک کرلینے سے ان حضرات کو منہ کی بدبو سے تکلیف نہیں پہونچے گی۔

سجدۂ تلاوت کے لئے مسواک

نماز سے باہر اگر آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے تو سجدۂ تلاوت ادا کرنے سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے، ہاں اگر نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی، تو نماز کے لئے کی گئی مسواک سجدۂ تلاوت کے لئے بھی کافی ہوجائیگی۔(۳)

تلاوت و دیگر اذکار کے لئے مسواک

جس مجلس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو گشتی ملائکہ اہل مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، اور کثرت سے فرشتوں کا ورود ہوتا ہے، اور یہ بات مسلم ہے کہ جن چیزوں سے انسان کو تکلیف پہونچتی ہے ان سے فرشتے بھی اذیت محسوس کرتے ہیں، اس لئے تلاوت اور دیگر اذکار نیز کتب حدیث اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم و تعلم کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے؛(۴) کیونکہ ان ساری حالتوں میں فرشتوں کی معیت کے ساتھ انسان خدائے تعالی کی خصوصی توجہ کا مرکز

(۱) سنن ابن ماجه رقم الحديث:۱۰۹۸، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة
(۲) عمدة القاری ۶/ ۱۸۳، باب السواک يوم الجمعة
(۳) موسوعه فقهيه ۴/ ۱۳۹، السواک عند قراءة القرآن والذكر
(۴) مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی، ص:۶۸، فصل في سنن الوضوء

بن جاتا ہے، ان سے ہم کلامی اور مناجات کا شرف حاصل ہوتا ہے، لیکن عام طور پر اس میں سستی برتی جاتی ہے، اہل علم اور مقتدی حضرات کو اس کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے۔

روزہ دار کے لئے مسواک

روزہ کی حالت میں بھی مسواک کرنا سنت ہے، حضرت عامر بن ربیعہ ﷛ فرماتے ہیں:

"رأيت النبي ﷺ مالا أحصي يتسوك وهو صائم"(۱)

"میں نے نبی کریم ﷺ کو روزہ کی حالت میں ان گنت مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ داروں کے لئے مسواک کرنا ہر وقت مستحب ہے، خواہ دن کا ابتدائی حصہ ہو یا آخری و درمیانی حصہ؛ کیونکہ حدیث پاک میں کوئی قید نہیں ہے (۲) جمہور اور احناف کی بھی یہی رائے ہے کہ روزہ داروں کے لئے مسواک کرنا زوال سے پہلے اور زوال کے بعد بھی جائز ہے، چنانچہ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولا يكره له السواك آخر النهار بل هو سنة كأوله"(۳)

"روزہ دار کے لئے مسواک کرنا دن کے آخری حصہ میں (زوال کے بعد) مکروہ نہیں ہے، بلکہ جس طرح دن کے ابتدائی حصہ میں اس کیلئے مسواک کرنا سنت ہے اسی طرح آخری حصہ میں (زوال کے بعد) بھی سنت ہے"

لیکن شوافع حضرات کے یہاں دن کے آخری حصہ میں مسواک کرنا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے، وہ حضرات فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے:

"ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك (۴)"

---

(۱) ترمذی رقم الحدیث:۷۲۵، باب ماجاء في السواك
(۲) نيل الأوطار: ۱/۱۳۹، باب السواك للصائم
(۳) مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوی، ص:۶۸۱، فيما يكره للصائم وما لا يكره الخ
(۴) بخاری رقم الحدیث:۵۹۲۷، باب مايذكر في المسك

''روزہ دار کے منہ کا خلوف (بدبو) اللہ پاک کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے''

اور مسواک کرنے میں اس کا ازالہ لازم آتا ہے، اس لئے دن کے آخری حصہ میں (زوال کے بعد) مسواک کرنا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے، لیکن احناف فرماتے ہیں کہ خلوف معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بدبو کا نام ہے، اور وہ مسواک کرنے سے زائل نہیں ہوتی ہے، مسواک کرنے سے تو صرف منہ کی بدبو دور ہوتی ہے، جس کا زائل کرنا شرعاً مطلوب و مستحسن ہے(۱) دلائل میں غور کرنے سے احناف اور جمہور کا مسلک ہی قوی معلوم ہوتا ہے، اور حدیث ''لخلوف الصائم الخ'' کا تعلق مسواک کے مسئلہ سے نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق فضائل روزہ سے ہے کہ جب روزہ دار کا خلوف (جو بدبو معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے) جو بے وقعت اور ناپسندیدہ چیز ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے تو خود روزہ کا مرتبہ اللہ کے یہاں کیا ہوگا؟ اور کتنا عظیم ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ بعض شوافع نے بھی دلائل کی روشنی میں اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ روزہ دار کے لئے زوال کے بعد بھی مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے:

''والذی اختاره بعض ائمة الشافعیه بعد النظر فی الادلة ان السواک لایکره بعد الزوال''(۲)

''دلائل میں غور کرنے کے بعد بعض ائمہ شافعیہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ زوال کے بعد بھی روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے''

روزہ دار کے لئے تر مسواک

روزہ کی حالت میں خواہ ہری ٹہنی کی مسواک کی جائے یا پانی میں تر کر کے استعمال کی جائے، دونوں صحیح ہے، کیونکہ روزہ کی حالت میں بالاتفاق کلی کرنا ممنوع نہیں ہے، حالانکہ کلی

(۱) موسوعة فقهية: ۱۳۸/۴، یعتری الاستیاک أحکام ثلاثة
(۲) موسوعة فقهية: ۱۳۸/۴، یعتری الاستیاک أحکام ثلاثة

کرنے کے بعد جتنی تری منہ میں باقی رہ جاتی ہے، اتنی تری ہری ٹہنی یا پانی میں بھگوئی ہوئی مسواک میں نہیں ہوتی ہے، تو جب کلی کرنا بلا کراہت جائز ہے تو مسواک خواہ تر کیوں نہ ہو جائز و درست ہوگی۔(۱) علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولا یکرہ لو کان رطبا وخضرا او مبلولا بالماء"(۲)

''اور مسواک خواہ ہری ٹہنی کی ہو یا پانی سے بھگوئی ہوئی ہو، روزہ کی حالت میں کرنا مکروہ نہیں ہے"

سونے سے پہلے مسواک

سونے سے پہلے مسواک کر لینا چاہئے، حضرت ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس وقت تک آرام نہ فرماتے جب تک مسواک نہ فرما لیتے (۳) حضرت انس ﷜ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بستر پر تشریف لے جاتے تو مسواک فرماتے اور وضو فرماتے (۴) حضرت جابر ﷜ خود اپنا عمل یہ بیان کرتے ہیں کہ میں سونے سے پہلے مسواک کر لیا کرتا ہوں (۵) نیز اطباء سونے سے قبل دانتوں کی صفائی کی تاکید کرتے ہیں، اس وقت دانتوں کی صفائی سے منہ میں موجود بدبو زائل ہو جاتی ہے، جو معدہ کی صحت وقوت کی باعث ہے، اور مسوڑھوں کے لئے مفید ہے، انہی وجوہ کی بناء پر فقہاء نے بھی لکھا ہے کہ سونے سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے۔(۶)

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا

سونے سے چونکہ معدہ کے بخارات اوپر چڑھ آتے ہیں، جس کی وجہ سے منہ میں کھانے وغیرہ کی بو محسوس ہونے لگتی ہے، اس لئے سو کر اٹھنے کے بعد بھی مسواک کرنا مستحب ہے، حضرت

---

(۱) حاشیۃ الطحطاوی، ص:۶۸۲، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ
(۲) مراقي الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص:۶۸۲، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ
(۳) تاریخ ابن عسکر:۷/۵۷/۴۷، محرز عن أبي هريرة ﷜
(۴) مصنف ابن أبي شيبة رقم الحديث:۱۷۸۸، ماذکر في السواک
(۵) حوالہ سابق
(۶) عمدة القاری ۶/۱۸۲، باب السواک یوم الجمعة

حذیفہ ﷺ فرماتے ہیں:

"کنا نومر بالسواک اذا قمنا من اللیل" (۱)

''آپ ﷺ ہم لوگوں کو مسواک کرنے کا حکم دیتے تھے جب بھی رات کو سوکر اٹھا کریں''

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس ﷺ نے آپ ﷺ کے رات کے معمولات کو بذات خود دیکھنے کا ارادہ فرمایا، اور آپ ﷺ کے حجرۂ مبارک ہی میں انہوں نے رات گذاری، وہ آپ ﷺ کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فلما استیقظ من منامه اتی طهوره فأخذ سواکه فاستاک (۲)

''جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو پانی لیا پھر مسواک ہاتھ میں لی اور مسواک کرنے لگے''

اسی وجہ سے فقہاء نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے۔(۳)

منہ میں بو پیدا ہوجانے پر مسواک

کبھی منہ میں بو بھوک اور پیاس کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے، کبھی کوئی بو والی چیز مثلا لہسن، پیاز اور مولی وغیرہ کھانے کی وجہ سے بھی بو محسوس ہونے لگتی ہے، اور کبھی زیادہ دیر تک خاموش رہنے سے بھی یہ کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، الغرض منہ میں بو پیدا ہوجانے کی جو بھی وجہ ہو اس وقت مسواک کرلینا مستحب ہے (۴) تاکہ منہ کی بو زائل ہوجائے، اور اسکی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ پہونچے۔

قریب المرگ کا مسواک کرنا

جب انسان کا رشتہ حیات دنیا سے ختم ہونے والا ہوتا ہے، اور آخرت کی ایک غیر

(۱) نسائی رقم الحدیث: ۱۶۲۳، باب مایفعل إذا قام من اللیل من السواک
(۲) أبو داؤد رقم الحدیث: ۵۸، باب السواک لمن قام من اللیل
(۳) مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی ص: ۶۸، فصل في سنن الوضوء
(۴) نیل الأوطار: ۱/۱۳۴، باب الحث علی السواک

محدود زندگی شروع ہونے والی ہوتی ہے تو ان کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت ہونے لگتی ہے، اس لئے اس وقت تیارداروں کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اگر بیمار مسواک کر سکتا ہو تو اس کا موقع اسے فراہم کرے، نبی کریم ﷺ کا انتقال جس صبح کو ہوا ہے، اسی صبح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں مسواک کرتے ہوئے حاضر ہوئے، آپ ﷺ ان کی مسواک کی طرف غور سے دیکھنے لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی مزاج شناس بیوی تھیں وہ فوراً تاڑ گئیں اور اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مانگا، اور اسے صاف اور تیار کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا، اور آپ ﷺ نے اس سے اچھی طرح مسواک کی (۱) اسی لئے اس وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے، اس سے روح نکلنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔

"استحب الفقهاء استياك المحتضر عند الموت وقالوا:
إنه يسهل خروج الروح" (۲)

"فقہاء نے قریب المرگ آدمی کو مسواک کرنا مستحب فرمایا ہے، نیز ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس سے روح نکلنے میں آسانی ہوتی ہے"

مسواک مزید دیگر مواقع پر

مذکورہ بالا مواقع کے علاوہ دیگر جگہوں میں بھی مسواک کرنا مستحب ہے، مثلاً گھر میں داخل ہوتے وقت، کسی مجلس میں شرکت کے وقت (۳) دانتوں پر زردی چھا جانے کے وقت (۴) تہجد کی ہر دو رکعت سے فارغ ہونے کے بعد، نماز وتر کے بعد نفل کی دو رکعت پڑھنے سے پہلے، صبح کے وقت، نماز عید، نماز استسقاء، نماز کسوف، اور نماز خسوف کے وقت، کھانے سے پہلے (۵)

---

(۱) عمدۃ القاری ۳/۱۸۵، باب السواک

(۲) موسوعہ فقہیہ ۴/۱۳۹، السواک عند قراءة القرآن والذكر

(۳) مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، ص:۶۸، فصل في سنن الوضوء

(۴) شامی: ۱/۱۱۳، سنن الوضوء

(۵) عمدۃ القاری: ۶/۱۸۲، باب السواک یوم الجمعة

کھانے کے بعد اور جماع کے وقت (۱) تتبع اور غور وفکر سے اس کے علاوہ دیگر مواقع بھی ہوسکتے ہیں، جن میں مسواک کرنا شرعاً مستحب ہو، ان مواقع کی صراحت سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے مواقع پر مسواک کرنا مستحب نہیں ہے۔ (۲)

مسواک کے فوائد

دار قطنی نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ مسواک میں دس فائدے ہیں، یہ خدا کی خوشنودی کا ذریعہ ہے، شیطان کی ناراضگی کا سبب ہے، ملائکہ اس سے خوش ہوتے ہیں، مسوڑھوں کے لئے نافع ہے، بوکو ختم کرتی ہے، نگاہ کو تیز کرتی ہے، منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، بلغم میں کمی کرتی ہے، یہ سنت ہے اور نیکی میں اضافہ کرتی ہے، (۳) اور یہی حدیث بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ابن عباس ﷺ کے واسطہ سے خود رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے، لیکن اس کی سند ضعیف ہے (۴) ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسواک میں ستر فائدے ہیں، سب سے ادنی فائدہ یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ نصیب ہوجاتا ہے (۵) علامہ قشیری رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء ﷺ سے نقل کیا ہے کہ مسواک کو لازم پکڑو، اور اس سے غفلت نہ برتو، اس میں ۲۴ فائدے ہیں، سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ خدا خوش ہوتا ہے، نماز کا ثواب ۷۷ گنا بڑھ جاتا ہے۔

اس سے غنا اور فراخی حاصل ہوتی ہے، منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے، دردسر کے لئے نافع ہے، داڑھ کے درد کو ختم کرتی ہے، فرشتے مسواک کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں، کیونکہ ان کے چہرے روشن اور دانت چمکدار ہوتے ہیں (۶) مگر اس روایت کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

(۱) موسوعہ فقهيه: ۱۴۰/۴، مواضع أخرى لاستحباب الاستياك
(۲) مرقاة: ۳۹۵/۱، باب السواک
(۳) سنن الدار القطني رقم الحديث: ۱۶۰، باب السواک
(۴) شعب الإيمان رقم الحديث: ۲۵۲۱، فضل الوضوء الخ
(۵) مرقاة: ۳۹۵/۱، باب السواک
(۶) عمدة القاري: ۱۸۲/۶، باب السواک يوم الجمعة

"لا أصل له لا من طريق صحيح و لا من طريق ضعيف"(۱)

"اس کا ثبوت نہ سند صحیح سے نہ سند ضعیف سے"

ایک حدیث میں ہے کہ مسواک موت کے علاوہ ساری بیماریوں کے لئے شفا ہے(۲) اس کی وجہ سے بڑھاپا دیر سے آتا ہے، نگاہ تیز ہوتی ہے، پل صراط پر تیزی سے گذارنے کا ذریعہ ہے، منہ کی نظافت کا سبب ہے، بوزائل کرتی ہے، دانتوں کو چمکدار بناتی ہے، کھانا ہضم کرتی ہے، منہ (طرق قرآن) کو صاف کرتی ہے، فصاحت میں اضافہ کرتی ہے، معدہ کو قوت بخشتی ہے، پتہ کو اعتدال پر رکھتی ہے، دانت کے درد کے لئے مفید ہے، روح نکلنے میں آسانی کا ذریعہ ہے، النہر الفائق میں ہے کہ مسواک کے تیس سے زائد فائدے ہیں، سب سے ادنی یہ ہے کہ اس سے بدبو کا ازالہ ہوتا ہے، اور اعلی یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت نصیب ہوجاتا ہے(۳) اس کے علاوہ مزید فائدے علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے بیان کئے ہیں، ان میں سے مکررات کو حذف کر کے ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

مسواک دانتوں کو طاقت دیتی ہے، بدن کو قوت بخشتی ہے، یادداشت اور عقل میں اضافہ کرتی ہے، ذہن کو جلا بخشتی ہے، نماز کے لئے جاتے وقت فرشتے اس کی وجہ سے مشایعت کرتے ہیں، اس کے لئے حاملین عرش اور انبیاء و رسل استغفار کرتے ہیں، اس کی وجہ سے اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، عبادات پر اس سے قوت ملتی ہے، جسم کے درد اور اس کی حرارت کو کم کرتی ہے، پشت کو قوی کرتی ہے، اخلاق کی درستگی کا سبب ہے، زبان کو صاف کرتی ہے، رطوبت کو قطع کرتی ہے، مال و اولاد میں اضافہ کا باعث ہے، دنیوی ضروریات کے پورا ہونے میں معین ہے، قبر میں کشادگی اور اس میں انس کا ذریعہ ہے، مسواک نہ کرنے والا اس دن جتنی عبادت کرتا ہے اس کا ثواب مسواک کرنے والوں کے لئے بھی لکھا جاتا ہے، ان کے

(۱) سعایہ ۱/ ۱۱۸، باب السواک، المبحث السادس

(۲) فيض القدير شرح الجامع الصغير رقم الحديث: ۷۱۰۳، فصل في المحلى بأل من هذا الحرف أي السين

(۳) شامي: ۱ / ۱۱۴، سنن الوضوء

لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور فرشتے ان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ انبیاء کی پیروی کرنے والا ہے، ان کے نقش قدم پر چلنے والا اور روزانہ ان حضرات کے اسوۂ حسنہ کی تلاش وجستجو میں رہنے والا ہے، اس پر جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں، وہ دنیا سے گناہوں کی گندگی سے بالکل پاک وصاف ہوکر رخصت ہوتا ہے، ملک الموت اس کی روح نکالنے کے لئے نہایت اچھی صورت میں آتے ہیں، اور موت سے پہلے پہلے وہ دنیا ہی میں حضور ﷺ کے حوض یعنی رحیق مختوم سے سیراب ہوجاتا ہے، ان فضائل کو نقل کرنے کے بعد علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"قال بعضهم هذه الفضائل كلها مروية بعضها مرفوع وبعضها موقوف و ان كان فی سنادها مقال فينبغی العمل بها"(۱)

"بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ سارے فضائل مرفوع وموقوف دونوں سندوں سے مروی ہیں، اور اس کی سند میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے لیکن (فضائل کے باب میں سے ہونے کی وجہ سے) اس پر عمل کرنا مناسب ہے (کیونکہ فضائل کے باب میں ضعیف حدیث پر بھی عمل جائز ہے)"

اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کسی امر شرعی کے بارے میں کسی شخص کو اللہ یا اس کے رسول کے حوالے سے فضیلت اور غیر معمولی ثواب ملنے کا علم ہوا ہو، اور وہ ایمانی جذبہ سے سرشار ہوکر اور ثواب کے حصول میں عمل کرنا شروع کردیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی فیاض ذات اسے وہ ثواب ضرور عطا کرے گی، اگرچہ حقیقت کچھ اور رہی ہو، حضرت انس ؓ سے مروی ایک ضعیف حدیث (۲) میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"من بلغه عن الله عز وجل فضيلة فأخذ بها إيمانا ورجاء

(۱) حاشية الطحطاوی علی مراقي الفلاح، ص:۶۹، فصل في سنن الوضوء۔
(۲) تنزيه الشريعة: ۱/ ۲۶۵، كتاب العلم، الفصل الثاني

ثوابها أعطاه الله ذلک وإن لم یکن کذالک"(۱)

''جس شخص کو اللہ کے حوالے سے کسی عمل کی فضیلت کا علم ہوا ہو، اور اس نے ایمانی جذبے کے ساتھ بامید ثواب عمل کیا ہو تو اللہ تعالی اسے وہ ثواب عطا کرینگے اگر چہ حقیقت واقعہ ویسا نہ ہو''

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے مسواک کے کئی فوائد تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس کے اور بھی فوائد ہیں، لیکن ان میں سے اکثر کا تعلق طب اور دنیوی منفعت سے ہے ؛اس لئے ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔(۲)

مسواک کس لکڑی کی ہو؟

ہر ایسی لکڑی کی مسواک استعمال کرنا درست ہے جو ضرر رساں نہ ہو، اور منہ کی میل کچیل اور اس کی بدبو کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، البتہ افضل ہونے کے اعتبار سے احناف کے یہاں اس کے تین درجات ہیں:

۱۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ مسواک کے لئے اورک (پیلو) کی لکڑی استعمال کی جائے ؛ کیونکہ اس میں خوشگوار بو ہوتی ہے، ریشے دار ہوتی ہے، دانتوں کے مابین موجود غذائی اجزاء اور بو وغیرہ کو خارج کرنے کی بھی اس میں بھرپور صلاحیت ہوتی ہے، مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے، دانتوں کو مختلف امراض سے بچاتی ہے، ہضم میں معین ہوتی ہے، اس سے پیشاب بھی کھل کر آتا ہے(۳) ان فوائد کے علاوہ اس کی سب سے اہم خوبی وہ ہے جو حضرت ابوخیرہ الصباحی ؓ فرماتے ہیں:

"کنت فی الوفد فزودنا رسول اللہ ﷺ بالإراک وقال استاکوا بهذا"(۴)

---

(۱) شرح مذاهب أهل السنة لابن شاهین رقم الحدیث:۶۸، باب الرجاء للعبد فیما بلغه من ثواب الله

(۲) سعایه:۱/۱۱۹، باب السواک، المبحث السادس

(۳) فقه السنة:۱/۴۵، سنن الوضوء

(۴) عمدۃ القاری ۶/۱۸۱، باب السواک یوم الجمعة

"میں وفد عبدالقیس کا ایک فرد تھا، آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو زادِراہ
کے طور پر (علاوہ دیگر اشیاء کے) پیلو کی لکڑی بھی دی تھی، اور فرمایا
اس سے مسواک کیا کرو"

حضرت ابن مسعود ﷺ جو حضور ﷺ کی مسواک کے انتظام پر مامور تھے (۱) وہ فرماتے ہیں:

"كنت أجتني لرسول الله ﷺ سواكاً من إراك"(۲)

"میں رسول اللہ ﷺ کے لئے پیلو کی مسواک توڑ کر لایا کرتا تھا"

۲۔ پیلو کی مسواک کے بعد زیتون کی لکڑی کی مسواک بہتر ہے، آپ ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی ہے، حدیث میں ہے:

"نعم السواك الزيتون من شجرة مباركة يطيب الفم
ويذهب بالحفر وهو سواكي وسواك الأنبياء قبلي"(۳)

"زیتون جو شجرۂ مبارکہ ہے، اس کی مسواک بڑی اچھی ہوتی ہے،
منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، بو کو زائل کرتی ہے، یہ میری مسواک
ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مسواک ہے"

۳۔ اور تیسرے نمبر پر ہر اس لکڑی کی مسواک ہے جس میں عمدہ بو ہو اور ضرر رساں نہ ہو، اور اس میں کسی قدر کڑواہٹ بھی ہو، مثلاً نیم اور اس جیسی دوسری مسواک، کیونکہ وہ قاطع بلغم ہوتی ہے، سینہ کو صاف رکھتی ہے اور کھانے کے ہضم ہونے میں معین ہوا کرتی ہے۔

"وأن يكون من شجر مر ليكون أقطع للبلغم وأنقى للصدر
وأهنأ للطعام"(۴)

---

(۱) مسند أحمد رقم الحديث: ۳۹۹۱، مسند عبد الله بن مسعود ﷺ
(۲) مسند أبي يعلى الموصلي رقم الحديث: ۵۳۱۰، مسند عبد الله بن مسعود ﷺ
(۳) المعجم الأوسط رقم الحديث: ۶۷۸، من اسمه أحمد
(۴) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۶۸، فصل في سنن الوضوء

''مسواک ایسے درخت کی ہو جس میں کسی قدر کڑواہٹ ہو، کیونکہ وہ بلغم کو اچھی طرح قطع کرتی ہے، سینہ کو خوب صاف کرتی ہے، اور غذا کے ہضم کرنے میں بہتر کردار ادا کرتی ہے''

پھر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ ہی نے مسواک کے بہتر ہونے کی ترتیب یہ بیان کی ہے:

"أفضله الإراک ثم الزیتون ویصح بکل عود إلا الرمان والقصب لمضرتهما"(۱)

''سب سے بہتر مسواک پیلو کی ہے، پھر زیتون کی، اسکے بعد ہر اس لکڑی کی جس میں نقصان دہ پہلو نہ ہو، ضرر رساں ہونے ہی کی وجہ سے بانس اور انار کے درخت کی مسواک ممنوع ہے''

لیکن علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے درمختار کے حاشیہ میں زیتون کی مسواک کو پیلو کی مسواک سے بھی افضل قرار دیا ہے، اور اس دعوی پر زیتون کی مسواک سے متعلق حدیث مذکور سے استدلال کیا ہے۔(۲)

ان لکڑیوں کی مسواک مکروہ ہے

اس کے علاوہ جس لکڑی کی مسواک سے کچلی اور ڈاڑھ وغیرہ زخمی اور خون آلود ہوجائے یا اس سے کوئی اور ضرر یا مرض لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی مسواک استعمال کرنا مکروہ ہے:

"نهی رسول الله ﷺ عن السواک بعود الریحان والرمان وقال إنه یحرک عرق الجذام"(۳)

''آپ ﷺ نے ریحان اور انار کی لکڑی کو مسواک کے طور پر استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے

---

(۱) حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح ص:۶۸، فصل في سنن الوضوء

(۲) طحطاوی علی الدر ۱/۷۰، کتاب الطهارة

(۳) مصنف ابن أبي شیبة رقم الحدیث: ۲۶۵۴۸، في التخلل بالقصب والسواک بعود الریحان

کہ اس سے جذام پیدا ہونے کا خوف ہے''

اس حدیث کا تعلق ''احکام طب'' سے ہے، فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جس لکڑی کے بارے میں اطباء کی یہ رائے ہو کہ وہ ضرر رساں ہے تو اس سے مسواک کرنا مکروہ ہوگا (۱) اور یہ بھی لکھا ہے کہ زہریلے درخت کی ٹہنی کو مسواک کیلئے استعمال کرنا حرام ہے (۲) کیونکہ اس سے جان کی ہلاکت یا پھر شدید قسم کا ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہے جو شرعاً ممنوع ہے (۳) اور جس لکڑی کے بارے میں علم نہ ہو کہ یہ نافع ہے یا نقصان دہ تو اس کو بھی استعمال نہ کرے، ممکن ہے کہ اس میں کوئی نقصان دہ پہلو ہو اور اس کی وجہ سے کوئی ضرر پہونچ جائے (۴) الغرض جو لکڑی متعارف ہو، اور تجربے سے اس کا ضرر رساں نہ ہونا معلوم ہو، اور مسواک کی غرض وغایت مثلاً بو وغیرہ کو زائل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، اسی کا استعمال کرنا چاہئے۔

مسواک کیسی ہو؟

مسواک معتدل قسم کی ہونی چاہئے، نہ اتنی نرم ہو کہ مڑ جائے، اور دانتوں کی زردی وغیرہ کو صاف نہ کر سکے، اور نہ اتنی کھردری اور خشک ہو کہ کچلی کو زخمی کر دے، اس کی موٹائی ہاتھ کی کسی بھی انگلی یا کم از کم چھوٹی انگلی کے بقدر ہو، گرہیں اس میں کم ہوں، اور لمبائی ایک بالشت ہو (۵) اس سے زائد نہ ہو، اگر بالشت سے کم ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے (۶) استعمال کرنے والے کی بالشت کا اعتبار ہوگا یا معتاد بالشت کا، علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے استعمال کرنے والے کی بالشت کا اعتبار کیا ہے (۷) جب کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے عادۃً بالشت کی جو مقدار ہوتی ہے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (۸)

---

(۱) موسوعہ فقہیہ ۴/۱۴۱، مایحظر الاستیاک بہ أو یکرہ
(۲) درمع الشامی ۱/۱۱۴، سنن الوضوء
(۳) البقرہ: ۱۹۵
(۴) کشاف القناع: ۱/۷۴، باب السواک وغیرہ
(۵) شامی: ۱/۱۱۴، سنن الوضوء
(۶) تقریرات رافعی: ۱/۱۷، کتاب الطهارة
(۷) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۲۸، فصل في سنن الوضوء
(۸) شامی: ۱/۱۱۴، سنن الوضوء

لکڑی کے علاوہ اشیاء کا استعمال

کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ جب درخت کی مسواک موجود ہو تو انگلی یا کھردرے کپڑے سے مسواک کا کام لینے سے سنت ادا نہ ہوگی (۱) یہی بحر، منیہ اور اس کی شرح حلبی اور جامع مضمرات میں ہے (۲) ہاں اگر مسواک موجود نہ ہو تو دانتوں پر انگلی مل لینے سے بھی مسواک کی سنت ادا ہو جائیگی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"الأصابع تجري مجرى السواک إذا لم یکن سواک (۳)"

"جب مسواک نہ ہو تو انگلی مسواک کے قائم مقام ہو جاتی ہے"

لیکن بعض احادیث مطلق ہیں، مثلاً حضرت انس ﷺ سے آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے:

"تجزی من السواک الأصابع" (۴)

"انگلیاں مسواک کے قائم مقام ہیں"

اس حدیث میں بلا کسی قید کے انگلیوں کو مسواک کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے، لہذا اس جیسی مطلق احادیث کے پیش نظر بعض حضرات کا خیال ہے کہ مسواک کے موجود ہوتے ہوئے بھی انگلی سے اگر کوئی مسواک کر لے تو مسواک کی سنت ادا ہو جائیگی۔ (۵)

مسواک کی موجودگی میں برش کا استعمال

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس مسواک موجود ہو، پھر بھی وہ برش اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرے تو اس کا کیا حکم ہے کیا اس سے مسواک کی سنت ادا ہو جائیگی؟ اس قسم کے ایک سوال کا جواب مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے:

"مسواک کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جو صورت علی المواظبت

---

(۱) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص:۶۹، فصل في سنن الوضوء

(۲) سعایه: ۱/۱۱۷، باب السواک، المبحث الثاني

(۳) المعجم الأوسط رقم الحدیث: ۶۴۳۷، من اسمه محمد

(۴) السنن الکبری للبیهقی رقم الحدیث: ۱۷۶، باب الاستیاک بالأصابع

(۵) سعایه: ۱/۱۱۷، باب السواک، المبحث الثاني

ثابت ہے وہ یہی ہے کہ لکڑی سے مسواک کی جائے، اور لکڑیوں میں بھی پیلو درخت کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے، لیکن اگر لکڑی کی مسواک اتفاقاً موجود نہ ہو تو انگلی سے یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کرلینا مسواک کے قائم مقام ہوسکتا ہے، قال فی الھدایۃ ''وعند فقدہ یعالج بالأصبع'' اس سے ظاہر ہوا کہ برش کا اصل حکم بھی یہی ہے کہ اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اس کا استعمال قائم مقام مسواک کے ہوجائے گا، لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں، اور نہ بلا ضرورت وہ مسواک کے قائم مقام ہوسکتا ہے''(۱)

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ بھی اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

''اصل سنت درخت کی مسواک ہے، وہ میسر نہ ہو یا دانت نہ ہوں یا دانت یا مسوڑھے کی خرابی کی وجہ سے مسواک سے تکلیف ہوتی ہو تو ضرورۃً ہاتھ کی انگلیوں یا موٹے کھردرے کپڑے، یا منجن، ٹوتھ پیسٹ یا برش سے مسواک کا کام لیا جاسکتا ہے، مگر مسواک کے ہوتے ہوئے مذکورہ چیزیں مسواک کی سنت ادا کرنے کیلئے کافی نہیں، اور مسواک کی سنت کا پورا اجر حاصل نہ ہوگا الخ''(۲)

اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں :

''مسواک کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اور ان امور میں جن کی حیثیت عبادت کی ہو، عین اسی طریقہ کو اختیار کرنا ضروری ہے جو آپ ﷺ نے اختیار فرمایا ہے،

---

(۱) امداد المفتیین: ۳/۱۰۹، سوال نمبر: ۲۷۸

(۲) فتاوی رحیمیہ ۱/۱۲۶، کتاب الطھارۃ

پھر آپ ﷺ کا مسواک میں جو طریقہ منقول ہے وہ یہ ہیکہ آپ ﷺ لکڑی استعمال فرمایا کرتے تھے، لکڑی موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ نے انگلی پر اکتفا کرنے کا حکم دیا، یہی حکم آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی دیا جن کو دانت ہی نہ ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کی سنت اور عبادت اسی وقت ادا ہوسکتی ہے جب لکڑی یا انگلی سے دانت ملے جائیں...... مسواک کی دوسری حیثیت ایک عام انسانی عادت کی ہے کہ مسواک کا مقصد دانتوں کی صفائی اور بدبو کا ازالہ ہے، اس لئے فقہاء لکھتے ہیں کہ دانت جب زرد پڑ جائیں تو مسواک کرنی چاہئے ورنہ کراہت پیدا ہوجائیگی، اس لحاظ سے ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال بھی کافی ہے، اگر اسکے استعمال سے دانت صاف ہوگئے تو اب کراہت باقی نہیں رہے گی'' (۱)

مولانا مدظلہ کی یہ رائے بڑی وقیع اور بہت ہی محتاط ہے، اس تفصیل سے فقہاء کی آراء میں ہم آہنگی پیدا ہوجاتی ہے، ورنہ آج کل عرب علماء نے برش کے استعمال کو بھی مسواک کی موجودگی میں سنت مسواک کی ادائیگی کے لئے کافی قرار دیا ہے، الموسوعۃ الفقہیہ جو وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ الکویت سے شائع ہوئی ہے، اور جس کی ترتیب ایک کمیٹی نے دی ہے، اس کمیٹی کے اراکین نے اپنی رائے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"واللجنة ترى أن مايؤدى الغرض من السواک التسوک بالفرشة إذا كانت من نوع جيد ينظف ولا يوذى (۲)"

''اراکین کمیٹی کی رائے یہ ہیکہ مسواک کا مقصد برش سے بھی حاصل ہوجاتا ہے، جبکہ اچھے قسم کا ہو، اس سے منہ کی صفائی ہوجاتی

(۱) جدید فقہی مسائل ۱/۹۵-۹۶، پاکی اور ناپاکی
(۲) حاشیہ موسوعہ فقہیہ: ۴/۱۴۱، مایحظر الاستیاک بہ أویکرہ

ہو اور ضرر رساں نہ ہو“

یہی رائے شیخ سید سابق کی ہے، چنانچہ وہ اپنی مشہور ترین کتاب فقہ السنہ میں لکھتے ہیں:

”وإن كانت السنة تحصل بكل مايزيل صفرة الأسنان فينظف الفم كالفرشة ونحوها“(۱)

”سنت مسواک کی ادائیگی ہر ایسی چیز کے استعمال سے ہو جائیگی جو دانتوں کی زردی کو دور کر دے اور منہ کو صاف کر دے خواہ برش ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز“

کیسا برش استعمال کرے؟

برش کی تیاری میں مختلف جانوروں کے بال استعمال کئے جاتے ہیں، بعض برش کی تیاری میں خنزیر کے بال بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جو شرعی نقطہ نظر سے بالکل حرام اور ناجائز ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس تناظر میں برش کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب کچھ تفصیل چاہتا ہے، دراصل اس کی تین صورتیں ہیں، اور ہر صورت کا حکم الگ الگ ہے، اگر یقین سے معلوم ہو کہ یہ خنزیر کے بال سے بنا ہوا نہیں ہے، تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلا کراہت حسب ضرورت اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے، اور اگر کسی برش کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ یہ خنزیر کے بال کا ہی بنا ہوا ہے، تو اس کا استعمال کرنا بالکل حرام ہوگا، اور اگر صرف شک وشبہ ہو تو اصل اشیاء کے اندر چونکہ حلت ہے، اس لئے اس صورت میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے، البتہ احتیاط استعمال نہ کرنے ہی میں ہے۔(۲)

مسواک کرنے کا طریقہ

مسواک کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے اسے پانی میں بھگولیں (۳) پھر اسے اس طرح

(۱) فقه السنه: ۱/۴۵، سنن الوضوء

(۲) عزیز الفتاوی ۷/۱۰۸ ملخصا، سوال نمبر: ۵۵۶

(۳) محیط برهانی: ۱/۴۵، الفصل الأول في الوضوء

پکڑیں کہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھا مسواک کے نیچے ہو، چھوٹی انگلی مسواک کے نچلے سرے اور انگوٹھا اس کے اوپری سرے کے نیچے ہو، اور بقیہ انگلیاں شہادت، بیچ والی اور اس کے بعد والی مسواک کے اوپر رہوں (۲) ابن مسعود ﷺ نے حضور ﷺ سے ایسا ہی نقل کیا ہے (۲) مسواک پہلے دائیں جانب کے اوپر والے دانتوں اور کچلیوں کے اندرونی و بیرونی حصوں پر، پھر اسی طرح بائیں طرف کے اوپر والے دانت اور کچلیوں پر، اس کے بعد دائیں طرف کے نیچے والے دانتوں اور کچلیوں کے اندرونی و بیرونی حصوں پر، پھر اسی طرح بائیں جانب کے نچلے دانتوں اور کچلیوں پر کرے، اس کے بعد زبان اور تالو کے اوپری حصہ پر آہستگی کے ساتھ کرے (۳) دانتوں اور کچلیوں پر مسواک عرضاً (چوڑائی میں) یعنی دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں کرنا پسندیدہ ہے، لیکن طولاً (یعنی لمبائی میں) اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر کرنے سے چونکہ کچلی کے زخمی اور خون آلود ہوجانے کا اندیشہ ہے، اس لئے ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، مراسیل ابوداؤد میں ہے کہ آپ ﷺ نے خود حکم دیا ہے کہ مسواک عرضاً کیا کرو (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کا معمول مسواک کرنے کے بارے میں یہی بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ مسواک عرضا کیا کرتے تھے، طولاً نہیں کرتے تھے (۵) البتہ بعض احادیث میں طولاً اور عرضاً دونوں طرح سے کرنے کا ذکر ہے، اسی لئے امام الحرمین نے فرمایا:

"یمر السواک علی طول الأسنان وعرضها" (۶)

"دانتوں پر مسواک طولاً اور عرضاً دونوں طرح کرنا چاہئے"

اور حضرت حذیفہ ﷺ کی حدیث:

---

(۱) عالمگیری ۱/۷، الفصل الثاني في سنن الوضوء
(۲) موسوعہ فقہیہ ۴/۱۴۲، آداب السواک
(۳) شامي: ۱/۱۱۴، سنن الوضوء
(۴) مراسيل أبي داؤد رقم الحديث: ۵، كتاب الطهارة
(۵) عمدة القاري: ۶/۱۸۱، باب السواك يوم الجمعة
(۶) المنهل العذب: ۱/۱۷۹، كيفية استعمال السواك

"یشوص فاہ بالسواک"(۱)

''آپ ﷺ اپنے منہ کو مسواک سے صاف کیا کرتے تھے''

میں عام طور پر ''عرضاً'' مسواک کرنے کے معنی لئے جاتے ہیں، لیکن ایک قول:

"الإمرار علی الأسنان من أسفل إلی فوق"(۲)

''دانتوں پر نیچے سے اوپر مسواک کرنا'' بھی آتا ہے، مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ابن امیر الحاج کے حوالے سے ان دو طرح کی احادیث کے درمیان تطبیق کی شکل یہ پیدا کی ہے کہ عرضاً کرنا صرف دانتوں پر ہوا کرتا تھا، اور زبان پر طولاً کیا کرتے تھے، راوی نے اختصار کی خاطر ''طولاً وعرضاً'' کہہ دیا، اس طرح دونوں حدیث پر بیک وقت عمل ہوجائیگا (۳) بہرحال ضرر سے بچتے ہوئے سہولت کے ساتھ جو طریقہ اپنالیا جائے مناسب ہے، مقصود اچھی طرح منہ کی صفائی ہے، اس مقصد کے حصول کے لئے جو طریقہ مناسب ہو اختیار کیا جاسکتا ہے، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ینبغی للإنسان أن یبلغ بالسواک أقاصی الفم فیخرج بلاغم الحلق والصدر والاستقصاء فی السواک یذھب بالقلاع ویصفی الصوت ویطیب النکھة"(۴)

''مناسب یہ ہے کہ منہ کے آخری حصے تک مسواک کرے، اور حلق وسینہ کا بلغم نکالنے کی کوشش کرے، منہ میں خوب اندر تک مسواک کرنے سے مرض قلاع (منہ کی ایک قسم کی بیماری) دور ہوجاتا ہے، آواز صاف ہوتی ہے اور منہ خوشبودار ہوجاتا ہے''

مسواک کتنی بار کی جائے؟

مسواک کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ منہ کی بو زائل ہوجائے، اس لئے اس میں کوئی

---

(۱) بخاری رقم الحدیث: ۲۴۵، باب السواک
(۲) نیل الأوطار: ۱/۱۳۷، باب الحث علی السواک
(۳) سعایہ ۱/۱۱۸، باب السواک، المبحث الخامس
(۴) حجة اللہ البالغہ: ۱/۳۱۰، خصال الفطرة وما یتصل بھا

عدد شرعاً متعین نہیں ہے، اتنا کرے کہ بو کے ختم ہوجانے کا اطمینان ہوجائے (۱) ہاں اگر کسی کو یہ اطمینان تین مرتبہ مسواک کرنے سے پہلے ہی حاصل ہوجائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ تین کی تعداد مکمل کرلے اور ہر مرتبہ پانی کا بھی استعمال کرے (۲) اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے یہ صراحت کی ہے کہ مقصد کے حاصل ہونے پر قلبی اطمینان ہوجانا کافی ہے، اس کے لئے کوئی تعداد متعین نہیں ہے، البتہ تین بار تین پانی سے مسواک کرنا اور ہر بار مسواک کو دھولینا مستحب ہے۔ (۳)

انگلی سے دانتوں کو رگڑنے کا طریقہ

مسواک جب موجود نہ ہو اور انگلی سے دانتوں کو صاف کیا جائے تو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو استعمال کیا جائے، انگوٹھے سے دائیں طرف کے نیچے اور اوپر کے دانتوں کو ملا جائے، اور شہادت کی انگلی سے بائیں طرف کے اوپر اور نیچے کے دانت ملے جائیں۔ (۴)

مسواک کرتے وقت کی دعا

علامہ عینی رحمہ اللہ نے شرح بخاری اور شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللهم طهر فمي ونور قلبي وطهر بدني وحرم جسدي على النار وأدخلني برحمتك في عبادك الصالحين (۵)

''اے اللہ! میرے منہ کو پاک وصاف کردے، دل کو روشن فرمادے میرے بدن کو بھی پاک کردے اور جہنم کی آگ اس پر حرام کردے، اور مجھے محض اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادے''

(۱) بنایه: ۲۰۶/۱، کیفیة الاستیاک
(۲) شامی: ۱۱۴/۱، سنن الوضوء
(۳) فتح القدیر: ۲۵/۱، کتاب الطهارات
(۴) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۶۹، فصل في سنن الوضوء
(۵) عمدة القاری: ۱۸۱/۶، باب السواک یوم الجمعة، بنایه: ۲۰۶/۱، کیفیة الاستیاک

اور ایک دعا علامہ بہوتی حنبلی رحمہ اللہ نے ''الرعایۃ الکبری'' نامی کتاب سے نقل کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"اللھم طھر قلبی و محص ذنوبی"(۱)

اے اللہ! میرے دل کو پاک کردے، اور گناہوں کو معاف فرمادے

لیکن شیخ محمد امین ضناوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ دعا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔(۲)

مسواک لیٹ کر نہ کرے

طبی نقطۂ نظر سے لیٹ کر مسواک کرنا نقصان دہ ہے، اس سے جگر کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ سراج وہاج کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ویکرہ أن یستاک مضطجعا فإنہ یورث کبر الطحال (۳)

''لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس سے جگر کے بڑے ہوجانے کا خوف ہے''

مسواک مٹھی باندھ کر نہ کرے

مسواک مٹھی باندھ کر کرنا ایک تو سنت کے خلاف ہے، دوسرے بواسیر ہوجانے کا بھی احتمال ہے(۴) صاحب بحر فرماتے ہیں:

ولا یقبض القبضۃ علی السواک فإن ذلک یورث الباسور (۵)

''مسواک مٹھی باندھ کر نہ کرے، کیونکہ اس سے بواسیر ہوجاتا ہے''

---

(۱) کشاف القناع:۱/۷۴، باب السواک وغیرہ
(۲) حاشیہ کشاف القناع:۱/۶۹، فصل ویسن الامتشاط والادھان الخ
(۳) البحر الرائق:۱/۲۱، سنن الوضوء
(۴) شامی:۱/۱۱۴، سنن الوضوء
(۵) البحر الرائق:۱/۲۱، سنن الوضوء

لعاب نہ نگلے

مسواک کرتے وقت اسے چوس چوس کر لعاب کو حلق کے نیچے نہیں اتارنا چاہئے، اس سے آنکھوں کی روشنی جاتے رہنا کا خدشہ ہے۔(۱)

مسواک دھوکر رکھے

مسواک کر کے جب فارغ ہوجائے تو اسے دھوکر رکھے، یوں ہی لعاب آلود رکھنے سے احتراز کرنا چاہئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول بیان کرتی ہیں:

''کان نبی اللہ ﷺ یستاک فیعطینی السواک لأغسله فأبدأ به فأستاک ثم أغسله و أدفعه إليه''(۲)

''نبی کریم ﷺ جب مسواک کر کے فارغ ہوجاتے تو مجھے دھونے کے لئے عطا فرماتے، میں (آپ ﷺ کے لعاب سے برکت حاصل کرنیکی خاطر (۳) پہلے وہ مسواک کرلیتی تھی پھر اچھی طرح دھوکر آپ ﷺ کو دیا کرتی تھی''

ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''ففيه دليل على أن غسل السواك مستحب بعد الاستياك''(۴)

''حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنے کے بعد اس کا دھونا مستحب ہے''

مسواک کھڑی کر کے رکھے

مسواک کر کے دھونے کے بعد اسے یونہی نہ ڈال دے، بلکہ کھڑا کر کے رکھنا چاہئے۔(۵)

---

(۱) درمع الشامی: ۱/ ۱۱۴، سنن الوضوء
(۲) أبوداؤد رقم الحديث: ۵۲، باب غسل السواک
(۳) مرقاة: ۱/ ۳۹۹، باب السواک
(۴) حوالہ سابق
(۵) شامی: ۱/ ۱۱۴، سنن الوضوء

مسواک کس ہاتھ سے کرے؟

طریقۂ مسواک کا بیان ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک بات کی وضاحت کردی جائے، اور وہ یہ کہ مسواک دائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے یا بائیں ہاتھ سے، عام طور پر کتب احناف میں مذکور ہے کہ دائیں ہاتھ سے مسواک کرنا مستحب ہے(۱) ابن ارسلان شافعی سے بھی یہی منقول ہے(۲) اور بعض کتب میں استحباب کی تصریح کے بغیر یہ لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ سے مسواک کرنی چاہئے (۳) ''درر'' نامی کتاب میں دائیں ہاتھ سے مسواک کرنے کو منقول ومتوارث قرار دیا گیا ہے، علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ کا اس پر یہ تبصرہ ہے کہ درر کے قول سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دائیں ہاتھ سے مسواک کرنا نبی کریم ﷺ سے منقول ہے، مگر درر کے محشی علامہ نوح آفندی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ حضور ﷺ سے منقول ہونے کا دعوی بلا دلیل ہے، پھر انہوں نے فرمایا کہ مسئلہ مذکور اس لحاظ سے دیکھا جائے کہ مسواک کرنے کا مقصد کیا ہے؟ آیا منہ کی صفائی کرنا یا منہ کی گندگی کو دور کرنا ہے؟ اگر اسے منہ کی صفائی کے قبیل سے قرار دیا جائے تو اس کے لئے بہر حال دائیں ہاتھ کا استعمال ہونا چاہئے، اور اگر منہ کی گندگی دور کرنے کے قبیل سے ہے تو اس کے واسطے بائیں ہاتھ کا استعمال مناسب ہے، بعض حضرات نے اس بات پر کہ مسواک کرنا پاک کرنے کے زمرہ میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے :

''كان رسول الله ﷺ يحب التيامن ما استطاع في شأنه كله
في طهوره وترجله ونعله قال مسلم: وسواكه'' (۴)

''نبی کریم ﷺ کنگھا کرنے، چپل پہننے نیز وضو اور مسواک کرنے

(۱) درمع الشامي: ۱/۱۱۴، سنن الوضوء، بحر ۱/۲۱، سنن الوضوء، عالمگیری: ۱/۷، الفصل الثاني في سنن الوضوء
(۲) سعايه: ۱/۱۱۴، باب السواک، المبحث الأول
(۳) عمدة القاري: ۶/۱۸۱، باب السواک يوم الجمعة
(۴) أبوداؤد رقم الحديث: ۴۱۴۰، باب في الانتعال

میں حسب استطاعت داہنی جانب کو پسند فرماتے تھے''

مگر حدیث مذکور سے دائیں ہاتھ سے مسواک کرنے پر استدلال درست نہیں ہے، ممکن ہے کہ اس سے منہ کا دایاں حصہ مراد ہو کہ آپ ﷺ جب مسواک فرماتے تھے تو پہلے منہ کی داہنی طرف کے دانتوں پر مسواک کرتے تھے، (۱) اور قاعدہ ہے کہ جب حدیث میں مدعیٰ کے خلاف دوسرا احتمال پیدا ہو جائے تو وہ حدیث لائق استدلال نہیں رہتی (۲) اسی لئے علامہ آفندی نے مسواک کو ''ازالۂ اذی '' کے باب سے ہونا راجح قرار دیا ہے، اور بائیں ہاتھ سے مسواک کرنے کو بہتر لکھا ہے، یہی امام مالک رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے (۳) اور بعض دوسرے حضرات بھی اسی کے قائل ہیں (۴) علامہ طحطاوی رحمہ اللہ اور صاحب تقریرات رافعی رحمہ اللہ نے اسی کو قیاس کے مطابق قرار دیا ہے (۵) علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی بڑے پرزور انداز میں بائیں ہاتھ سے مسواک کرنے کو ثابت کیا ہے، اور اس پر ہونے والے ممکنہ اعتراضات کا معقول جواب بھی دیا ہے (۶) البتہ صاحب تقریرات رافعی رحمہ اللہ نے علامہ سندھی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ مسواک کرنا اعمال طہارت میں سے ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد:

"السواک مطھرۃ للفم الخ" (۷)

''مسواک منہ کی طہارت کا سبب ہے''

اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے، نیز حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے بائیں ہاتھ سے مسواک

---

(۱) شامی: ۱/ ۱۴۴، سنن الوضوء

(۲) إعلاء السنن: ۱/ ۳۰۴، باب النهي عن استقبال القبلة واستدبارها في البول والتغوط

(۳) شامی: ۱/ ۱۴۴، سنن الوضوء

(۴) تقریرات رافعی ۱/ ۱۷، کتاب الطهارة

(۵) طحطاوی علی الدر: ۱/ ۷۰، کتاب الطهارة، تقریرات رافعی: ۱/ ۱۷، کتاب الطهارة

(۶) فتاوی ابن تیمیه ۲۱/ ۱۰۸، سئل عن السواک بالیمنیٰ أفضل أم الیسریٰ؟

(۷) بخاری تعلیقا باب سواک الرطب والیابس للصائم

کرنے کو شیطانی فعل قرار دیا ہے، اس لئے دائیں ہاتھ سے کرنا زیادہ مناسب ہے(۱) اور آج کل عمل بھی اسی پر ہے، مگر یہ استدلال بھی کمزور ہے؛ کیونکہ یہ حدیث بھی گذشتہ حدیث کی طرح کئی احتمال رکھتی ہے اور دائیں ہاتھ سے مسواک کرنے کے استحباب؛ بلکہ جواز ثابت کرنے کے لئے بھی یہ حدیث صریح نہیں ہے۔(۲)

تقریرات رافعی: ۱/ ۱۷، کتاب الطہارۃ

(۲) حوالہ سابق

اعذار کے وقت مسواک کا حکم

مسواک کرنے سے قئی آنا

بعض حضرات کو مسواک کرنے سے ابکائی آنے لگتی ہے، قئی بھی ہوجاتی ہے، اگر کوئی شخص اس کی وجہ سے مسواک نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے:

"ومن خشي من السواک تحريک القئي ترکه"(۱)

''مسواک کرنے سے جسے یہ خوف ہو کہ قئی آنے لگے گی تو نہ کرے''

مسواک کرنے سے خون نکلنا

اسی طرح اگر مسوڑھے اور کچلی اتنے کمزور ہوں کہ مسواک کی ہلکی رگڑ بھی برداشت نہ کر سکتے ہوں اور خون آلود ہوجاتے ہوں، یا پیریا (ایک قسم کا دانتوں کا مرض) ہوگیا ہو، جس کی وجہ سے مسواک کرتے ہی خون جاری ہوجاتا ہو، تو ان کے لئے بھی مسواک کرنا مستحب نہیں ہے؛ کیونکہ اس حالت میں مسواک کرنا حرج ومشقت کا باعث ہے۔(۲)

مسواک کی پابندی سے تکلیف

کوئی شخص مسواک تو کر سکتا ہے؛ لیکن اس پر پابندی کرنے سے اسے تکلیف پہونچتی ہو، مثلاً مسوڑھوں میں اتنی قوت نہ ہو کہ مسواک کے بار بار کی رگڑ کو برداشت کر سکے تو اسے برداشت کے بقدر مسواک کرنے کی اجازت ہے، علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولا يستحب لمن يوذيه المواظبة عليه بل يفعله أحيانا"(۳)

---

(۱) ہندیہ ۱/۷، الفصل الثاني سنن الوضوء

(۲) موسوعہ فقہیہ ۴/۱۴۴، ادماء السواک للفم

(۳) طحطاوي على مراقي الفلاح، ص:۶۸، فصل في سنن الوضوء

"جسے پابندی سے مسواک کرنے میں تکلیف ہوتی ہو اس کے حق
میں پابندی مستحب نہیں ہے، کسی کسی وقت کرلیا کرے"

جسے دانت نہ ہوں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ جس کے دانت نہ ہوں، کیا وہ بھی مسواک کرے گا؟ آپ ﷺ نے اس کا جواب اثبات میں دیا، تو (میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس شخص کو تو مسواک کرنے سے تکلیف ہوگی، مسوڑھے چھل جائیں گے، لہذا) میں نے پوچھا کہ وہ کیسے مسواک کرے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يدخل و إصبعه في فيه" (١)
"انگلی سے کرے"

گویا اگر وہ مسواک کے بجائے انگلی سے اپنے منہ کو صاف کرلے تو بھی وہ مسواک کے ثواب کا مستحق ہوگا (٢) ہاں اگر مسواک کرنے سے بھی تکلیف نہ پہونچتی ہو تو بہتر ہے کہ وہ مسواک ہی کرے، چنانچہ علامہ بہوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فإن سقطت أسنانه استاک علی لثته و لسانه" (٣)
"اگر کسی کے سارے دانت گرجائیں تو مسوڑھوں اور زبان پر
مسواک کرے"

---

(١) المعجم الأوسط رقم الحديث: ٦٦٧٨، من اسمه محمد
(٢) البحر الرائق: ٢١/١، سنن الوضوء
(٣) كشاف القناع ٧١/١، باب السواک وغيره

مسواک کے دیگر احکام

عورت کے لئے علک

علک ایک قسم کے گوند کا نام ہے، جسے منہ کی بدبو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس کے استعمال سے منہ میں ایک قسم کی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، وہ سفید اور کالے رنگ کا ہوتا ہے (۱) اسی کی ترقی یافتہ شکل آج کل ''چنگم'' ہے، عورت چونکہ فطرۃً نازک ہے، ان کے مسوڑھے اور دانت بھی نسبتاً کمزور ہوتے ہیں، مسواک کرنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ اسے ضرر پہونچے، اس لئے فقہاء نے عورت کو مسواک کے بجائے ''علک'' استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''والعلک یقوم مقامه للمرأة لکون المواظبة علیه تضعف أسنانها فیستحب لها فعله'' (۲)
>
> ''عورتوں کا علک استعمال کرنا مسواک ہی کے قائم ہے، کیونکہ پابندی سے مسواک کرنیکی صورت میں (ممکن ہے کہ) ان کے دانت کمزور پڑ جائیں، لہذا ان کے لئے علک ہی بہتر ہوگا''

یہی بات عالمگیری (۳) اور مراقی الفلاح میں بھی ہے (۴) علامہ بدر الدین عینی نے بھی محیط سے یہی نقل کیا ہے (۵) مگر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے حق

(۱) فتح القدیر ۲/ ۳۴۵، باب مایوجب القضاء والکفارة
(۲) بحر ۱/ ۲۱، سنن الوضوء
(۳) عالمگیری ۱/ ۷، الفصل الثانی سنن الوضوء
(۴) مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص: ۶۹، فصل فی سنن الوضوء
(۵) عمدة القاری ۶/ ۱۸۱، باب السواک یوم الجمعة

میں علک کا درجہ مسواک جیسا نہیں ہے، کیونکہ مردوں کی طرح ان کو بھی اصلاً یہی حکم ہے کہ مسواک کیا کریں، ہاں اگر مسواک کرنے سے ضرر لاحق ہو تو پھر علک وغیرہ کی اجازت دی جاسکتی ہے، عام حالات میں ان کے حق میں یہ حکم نہیں ہے(۱) اس لئے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات عموماً مسواک ہی کیا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو یہ مشہور ہی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لعاب سے تر مسواک کو تبرکاً استعمال کرتی تھیں، پھر اسے اچھی طرح دھوکر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا کرتی تھیں (۲) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی مسواک ہی کیا کرتی تھیں (۳) نیز مسواک کے باب کی ساری احادیث عام ہیں، اس میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے، اس لئے عام حالات میں عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہئے کہ وہ مسواک کریں، البتہ اگر مجبوری ہو تو دوسری بات ہے، اسی لئے علامہ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ظاهر الأخبار استواء الرجال والنساء في استنان السواك إلا أن يخاف منه أمر فحينئذ يصار إلى الإصبع" (۴)

"ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں سنت ہے، ہاں جب ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو انگلی (وغیرہ) سے کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے"

مسجد میں مسواک کرنا

مسجد خدا کا گھر ہے، اسے پاک وصاف رکھنا ہر مسلمان کا ایمانی تقاضہ ہے، احادیث میں بھی اس کی صفائی کی خاص طور سے تاکید مذکور ہے، مسجد میں مسواک کرنے کی

(۱) طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص:۶۹، فصل فی سنن الوضوء
(۲) أبوداؤد، رقم الحدیث:۵۲، باب غسل السواک
(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:۱۸۰۱، ماذکر فی السواک
(۴) سعایہ ۱/۱۱۶، باب السواک، المبحث الأول

صورت میں گرنے والے لعاب سے فرش کے گندہ ہوجانے کا اندیشہ ہے، اس لئے بعض ائمہ نے اس سے منع کیا ہے(۱) لیکن بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں بھی مسواک کی جاسکتی ہے(۲) اس لئے احناف نے مسجد میں مسواک کرنے کو اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ لعاب وغیرہ سے مسجد کا فرش ملوث نہ ہو(۳) گویا مسجد میں مسواک کرنا بذات خود جائز ہے، لیکن گندگی پھیلنے کے اندیشہ کی صورت میں جائز نہیں ہے۔(۴)

دوسرے کی مسواک کرنا

کسی دوسرے کی مسواک اگر اس کی رضامندی سے کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، خاص طور سے جب کہ ان دونوں کے درمیان الفت ومحبت ہو، جیسا کہ عموماً میاں بیوی کے درمیان ہوا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لعاب سے تر آپ ﷺ کی مسواک کو بغرض تبرک استعمال کرلیتی تھیں(۵) خود آپ ﷺ نے مرض وفات میں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی مسواک استعمال کی تھی(۶) اسی لئے علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"استعمال سواک الغیر برضاہ غیر مکروہ"(۷)

"دوسرے کی مسواک اس کی رضامندی سے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے"

یہیں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسواک، کنگھا اور سرمہ لگانے والی سلائی میں شرکت درست نہیں ہے، مکروہ ہے، یہ بالکل بے بنیاد بات ہے،

---

(۱) عمدۃ القاری ۶/۱۸۲، باب السواک یوم الجمعة
(۲) حوالہ سابق
(۳) مرقاۃ: ۱/۳۹۶، باب السواک
(۴) عمدۃ القاری ۶/۱۸۲، مرقاۃ ۱/۳۹۶، باب السواک
(۵) ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۲، باب غسل السواک
(۶) بخاری رقم الحدیث: ۸۹۰، باب من تسوک بسواک غیرہ
(۷) مرقاۃ ۱/۳۹۹، باب السواک

احادیث سے اس کی تردید ہوتی ہے، صاحب فتاوی خیریہ انہی تینوں چیزوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"لا بأس به والكراهة لكراهة نفوسهم الاشتراك" (١)

"مذکورہ تینوں چیزوں میں شرکت جائز ہے، کوئی مضائقہ نہیں ہے،
اور کراہت سے مراد کراہت طبعی ہے (کراہت شرعی نہیں ہے)"

مطلب یہ ہے کہ طبعاً انسان دوسروں کی مسواک، کنگھا اور سلائی استعمال کرنے سے انقباض محسوس کرتا ہے، خوشدلی سے اس پر آمادہ نہیں ہوتا، ورنہ شرعی نقطۂ نظر سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ہاں اگر قرینہ سے یہ معلوم ہو کہ فلاں کی مسواک کرنے سے وہ برا مانے گا، تو پھر یہ فعل تکلیف دینے کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع قرار پائے گا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو تکلیف نہ پہونچے۔ (٢)

ایک مسواک کئی دن استعمال کرنا

ایک مسواک کئی دنوں تک استعمال کی جاسکتی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے کئے ہوئے مسواک کو دھوکر رکھ دیا کرتی تھیں، اور پھر دوسرے وقت میں وہی مسواک استعمال کرنے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں، (٣) نیز گذشتہ سطور میں یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ ایک آدمی کی مسواک دوسرا شخص کرسکتا ہے، بشرطیکہ اس کو انقباض نہ ہو، تو خود صاحب مسواک اگر دوسری مرتبہ اسی مسواک کو استعمال کرے تو کیا مضائقہ ہے؛ اسی لئے صاحب اقناع لکھتے ہیں:

"ولا بأس أن يتسوك بالعود الواحد اثنان فصاعدا" (٤)

---

(١) حاشیہ بذل المجهود: ١/ ٣٢، باب في الرجل يستاك بسواك غيره
(٢) بخاری رقم الحديث: ١٠، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده
(٣) أبو داؤد رقم الحديث: ٥٢، باب غسل السواك
(٤) كشاف القناع ١/ ٧٤، باب السواك وغيره

''ایک مسواک کو دو یا اس سے زائد مرتبہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے''

البتہ کرتے کرتے جب وہ اس قدر چھوٹی ہو جائے کہ اسے ہاتھ سے تھام کر دانتوں، مسوڑھوں اور زبان پر ملنا مشکل ہو جائے تو دوسری مسواک کا انتظام کر لینا چاہئے، کیونکہ اب اس سے مسواک کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

مسواک کی تیاری میں دوسروں سے مدد

مسواک کے انتظام اور اس کی تیاری میں دوسروں سے مدد لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، آپ ﷺ کی مسواک کا انتظام حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا (١) اور وہ پیلو کی مسواک جنگل سے توڑ کر لایا کرتے تھے (٢) اسی طرح جب آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے منشا کو سمجھ کر اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے ان کی مسواک لی، اور اس کے سرے کو کاٹ کر جدا کیا، پھر اسے نرم کر کے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا (٣) ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کے انتظام و تیاری کے سلسلے میں دوسروں سے تعاون لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ جو حضرات کسی اہم دینی کام کی انجام دہی میں مشغول ہوں تو ان کے لئے مناسب ہے کہ اس خدمت پر کسی لائق آدمی کو متعین کر دیں، تاکہ اس تعلق سے بے فکر ہو کر اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہ سکیں، اور جس کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی جائے، اس کو بڑی بشاشت اور خوش دلی سے قبول کرنا چاہئے؛ کیوں کہ اس سے ایک مسلمان کی دینی ضرورت کی تکمیل ہوگی، اور مسواک کرنے سے جتنا ثواب اس کو ملے گا، اس کا سبب بننے والا بھی اتنا ہی ثواب پائے گا، اور مسواک کی وجہ سے اس کی نماز جتنی قیمتی بنے گی اس میں اس شخص کا بھی حصہ ہوگا، نیز ایک مسلمان کی تکمیل ضرورت پر گناہوں کا معاف ہونا، پل صراط سے تیزی کے ساتھ گذر جانا،

---

(١) المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ٨٤٥٢، من مناقب ابن مسعود رضی للّٰہ عنہ

(٢) اعلاء السنن ١/٣٢، باب سنیۃ السواک

(٣) بخاری رقم الحدیث: ٨٩٠، باب من تسوک بسواک غیرہ

صاحب ضرورت کی شفاعت کا مستحق ہونا، فرشتوں کی دعاؤں کا حقدار ہونا، تکمیل ضرورت کے لئے جاتے ہوئے ہر ہر قدم پر نیکی کا ملنا، جنت کے اعلی درجہ کا مستحق ہونا (۱) وغیرہ وغیرہ ایسی نعمتیں ہیں جن پر دنیا کی ہزار راحتیں قربان، اگر زندگی کی ساری راحتوں کو ختم کر دینے کے بعد بھی ان میں سے کوئی ایک نعمت مل جائے تو واقعتاً بڑا سستا سودا ہوگا، چہ جائیکہ اللہ تعالی کی کریم ذات معمولی معمولی خدمتوں پر بھی غیر معمولی انعام واکرام سے نواز رہی ہے، اسے حاصل کرنے کے لئے تو انسان کو اپنی ساری امکانی قوتوں کو صرف کر دینا چاہئے، ایک روایت میں ہیکہ ایک دوزخی کو کسی جنتی سے اتفاقاً ملاقات ہوجائیگی، تو وہ جنتی سے کہے گا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ جنتی لاعلمی کا اظہار کرے گا، تب وہ کہے گا کہ میں وہی شخص ہوں جس نے دنیا میں ایک بار وضو کرنے کے لئے پانی دیا تھا، جنتی شخص کو وہ واقعہ یاد آجائیگا، اور اس خدمت کے نتیجے میں اللہ سے اس کی نجات کے لئے سفارش کرے گا، اللہ تعالی اس کی سفارش کو قبول فرمائے گا اور جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل فرمادے گا (۲) اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ جہنمی کو جب ایک جنتی شخص سے ملاقات ہوگی تو وہ اپنا تعارف کرائے گا اور کہے گا کہ میں نے فلاں موقع پر آپ کی پیاس بجھائی تھی اس لئے آج آپ اس کے عوض میرے لئے اللہ کے دربار میں سفارش کر دیجئے، جنتی کو وہ واقعہ یاد آجائے گا، چنانچہ وہ اللہ تعالی سے اس کے حق میں سفارش کرے گا، اور اس کے نتیجے میں وہ شخص جہنم کے عذاب سے نکل کر جنت میں داخل ہوجائے گا۔ (۳)

غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالی محض ان چھوٹی چھوٹی خدمتوں پر کتنا عظیم اکرام کرتا ہے؟ جہنم کی تکلیف اور اس میں پیش آنے والی سختیوں سے نجات مذکورہ دونوں حضرات کو کتنی آسانی سے مل گئی، اس نعمت کے مقابلے میں ان خدمتوں کی کوئی وقعت ہے؟ اپنے بارے میں کون یقین سے کہہ سکتا ہے کہ ہم جنت ہی میں جائیں گے، اور کس کے اعمال جنت میں

---

(۱) الترغیب والترھیب للمنذری، جلد ثالث، کتاب البر والصلة
(۲) حوالہ سابق ۳/ ۲۶۴، رقم الحدیث: ۳۹۷۴، کتاب البر والصلة
(۳) الترغیب والترھیب ۲/ ۳۹، رقم الحدیث: ۱۴۱۵، ترغیب المرأة فی الصدقة الخ

پہونچانے کے ضامن ہوسکتے ہیں؟ کسی جرم کے نتیجے میں اگر خدانخواستہ جہنم میں جانا پڑے، اور ہمارے نامہ اعمال میں اس طرح کی خدمتیں بھی ہوں تو ممکن ہے کہ ان صالحین کی سفارش کی بدولت اس عذاب وسزا والے مقام سے نکلنا نصیب ہوجائے، اس لئے جہاں تک ہوسکے ہم اہم دینی امور میں مشغول حضرات کی خدمت کو سعادت سمجھیں، اور از خود ان کی ضرورتوں کو معلوم کر کے انھیں رضا کارانہ طور پر انجام دیں، تا کہ ان کے دینی کاموں میں ہمارا بھی حصہ ہو، اور اگر آخرت میں خدانخواستہ مصیبت میں گرفتار ہوجائیں تو ان کی سفارش کی وجہ سے آسانی کی شکل پیدا ہوجائے، واللہ الموفق

❁❁❁❁❁❁❁❁

کلی کرنا

اسلام میں بدن کے ہر عضو کی نظافت مطلوب ہے، بعض اعضاء جو عام طور پر گندگی سے متاثر ہوجاتے ہیں، ان کو خاص طور سے پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، منہ کی صفائی بھی اسی قبیل سے ہے، اس لئے اہتمام سے اس کی صفائی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، منہ کی بدبو کو دور کرنے کے لئے مسواک بہت مفید ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی تاکید بہت سی احادیث میں آئی ہے، جن کی تفصیل گذر چکی ہے، مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کلی کرنے سے بھی منہ کی صفائی ہوتی ہے، اور اس کی وجہ سے منہ میں غذا کے موجود ریزے اور چکنائی وغیرہ باہر آجاتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ امور فطرت دس ہیں، جن میں سے ایک کلی کرنا بھی ہے۔(۱)

کلی کرنا وضو کا جزء ہے؟

کلی کرنے کا حکم عام ہے یا یہ حکم صرف وضو سے متعلق ہے؟ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ یہ وضو کے ساتھ خاص ہے، اور انہوں نے کلی کرنے کو وضو کی سنتوں میں سے قرار دیا ہے، (۲) مگر صاحب عون المعبود کی بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کلی کرنا وضو ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے؛ بلکہ اس کا حکم عام ہے، حسب ضرورت اس پر عمل کیا جائے گا، جب منہ میں بومحسوس ہونے لگے یا منہ کا مزہ بدل جائے تو کلی کرلی جائے، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کلی کرنے کو امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے، جس کا تقاضا ہے کہ یہ

(۱) مسلم رقم الحدیث:۲۶۱، باب خصال الفطرۃ

(۲) حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۲۹۶، باب صفۃ الوضوء، و ۳۰۹، خصال الفطرۃ وما یتصل بھا

حکم عام ہو، وضو کے ساتھ مخصوص نہ ہو، خود نبی کریم ﷺ سے بھی وضو کے علاوہ دیگر مواقع پر کلی کرنا ثابت ہے، حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا، اور اس کے بعد کلی فرمائی (۱) اسی طرح حضرت سوید بن نعمان ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ستو کھایا، اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، تو حضور ﷺ نے اور ہم سبھوں نے کلی کر کے نماز ادا کی (۲) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کلی کرنا وضو کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے، حسب ضرورت دیگر مواقع پر کلی کرنا مستحب ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ وضو کے وقت کلی کرنے کا حکم زیادہ مؤکد ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے کسی وضو میں کلی (مضمضہ) کا ترک کرنا منقول نہیں ہے۔ (۳)

کلی کرنے کا حکم کیوں؟

کلی کرنے سے منہ کی بدبو، کھانے کے ریزے اور اس سے پیدا ہونے والی سرانڈ دور ہوتی ہے، اور اس کی وجہ سے دانتوں کو جو نقصانات پہونچتے ہیں اس سے حفاظت ہوتی ہے، پاس اٹھنے بیٹھنے والے حضرات بھی سرانڈ اور بو سے محفوظ ہو جاتے ہیں، کیونکہ تجربہ ہے کہ منہ کی بدبو کی وجہ سے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کو غیر معمولی اذیت پہونچتی ہے خصوصاً جبکہ وہ نازک مزاج ہوں تب تو ان کی پریشانی اپنی انتہاء کو پہونچ جاتی ہے، تفسیر خازن میں ہے:

"وأما... المضمضة... فلتنظيف الفم ... من الطعام والقلح"(۴)

"کلی کو اس لئے مشروع کیا گیا ہے کہ کھانے کے ریزے اور بو سے منہ کی صفائی ہو جائے"

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی امور فطرت کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔ (۵)

---

(۱) بخاری رقم الحدیث: ۲۱۱، باب هل يمضمض من اللبن
(۲) بخاری رقم الحدیث: ۲۰۹، باب من مضمض من السويق
(۳) عون المعبود وحاشیہ ابن قیم ۱/۲۸۵، باب مقدار الماء الذي يجزئ به الغسل
(۴) تفسیر خازن ۱/۷۶، سورة البقرة۔
(۵) حجة الله البالغه ۱/۳۰۹، خصال الفطرة وما يتصل بها

کلی کرنے کا طریقہ

جب کلی کرنے کی غرض ہی یہ ہے کہ منہ کی بو وغیرہ دور ہوجائے تو منہ میں پانی ڈال کر اسے خوب حرکت دینی چاہئے، تا کہ منہ کے تمام حصوں میں پانی اچھی طرح پہونچ جائے، تعفن دور ہوجائے اور غذائی ریزے وغیرہ نکل جائیں، کلی کرنا چونکہ طہارت ونظافت سے متعلق ہے، اور اس میں سیدھے ہاتھ کو استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے کلی کرنے کے لئے سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر منہ میں ڈالنا چاہئے (١) پھر انگلی ڈال کر دانتوں اور مسوڑھوں کو رگڑنا بھی چاہئے؛ تا کہ جو غذائی اجزاء دانتوں کی جڑوں سے چپک گئے ہوں وہ بھی نکل جائیں۔(٢)

کھانے کے بعد کلی کرنا

کھانا کھانے کے بعد دانتوں کے درمیان کچھ نہ کچھ غذائی اجزاء بہر حال باقی رہ جاتے ہیں، اگر انھیں یونہی چھوڑ دیا جائے تو منہ میں بدبو پیدا ہوجائے گی، اور یہ پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کی تکلیف کا سبب ہوگا، اس سے دانت بھی کمزور ہونگے، اور مختلف قسم کے امراض سے بھی دوچار ہونے کا اندیشہ ہے، اس لئے کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا شرعاً مستحب ہے(٣) حضور ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے بھی ستو کھانے کے بعد کلی کرنا ثابت ہے۔(٤)

دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

دودھ میں چونکہ ایک طرح کی دسومت اور چکنائی ہوتی ہے، جو پینے کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے، اگر اسے دور نہ کیا جائے تو ایک قسم کی بو پیدا ہوجاتی ہے، جس سے دانتوں کو خاص طور سے بہت مضرت پہونچتی ہے، اس لئے دودھ پینے کے بعد کلی کر لینا چاہئے، حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا اور کلی کی، پھر فرمایا کہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے (اس لئے میں نے کلی کی ہے)۔(٥)

(١) بحر ١/ ٢٢، سنن الوضوء
(٢) درمع الشامی ١/ ١١٦، ١١٧، سنن الوضوء
(٣) فتح الباری ١/ ٣١٢، باب من مضمض من السویق
(٤) بخاری رقم الحدیث: ٢٠٩، باب من مضمض من السویق
(٥) بخاری قم الحدیث: ٢١١، باب هل یمضمض من اللبن

چکنی چیزوں کے استعمال کے بعد کلی کرنا

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے عمل سے کلی کرنا صرف دودھ پینے کے بعد ہی ثابت نہیں ہوتا، بلکہ جن چیزوں کو بھی کھایا یا پیا جائے، اور ان میں چکنائی ہو تو اس کے بعد کلی کر لینے کا استحباب آپ ﷺ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے۔(۱)

کلی کرنے کے بعض احکام پانچویں فصل میں بھی مذکور ہیں، وہاں بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) فتح الباری ۱/۳۱۳، باب هل یمضمض من اللبن

ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا

''استنشاق''عربی لفظ ہے، اردو میں ناک کے نرم حصہ تک پانی پہونچانے کو ''استنشاق'' کہتے ہیں (۱) ''استنثار'' بھی عربی لفظ ہے، جس کے معنی ہیں ناک میں موجود ریزش وغیرہ کو سانس کی قوت سے چھڑک کر نکالدینا (۲) اس تشریح کے مطابق استنشاق اور استنثار کے معانی الگ الگ ہیں، مگر بعض حضرات نے استنثار کا معنی بعینہ استنشاق کے بیان کیا ہے (۳) اس قول کے مطابق دونوں میں کوئی فرق نہ ہوگا، بہرحال دونوں کے معنی ایک ہوں یا الگ الگ، ان سے مقصود ناک کی صفائی ہے، حدیث میں دونوں کو امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے اس میں ''استنشاق'' (ناک میں پانی ڈالنے) کا ذکر ہے (۴) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مستخرج ابوعوانہ میں جو روایت منقول ہے اس میں استنشاق کے بجائے ''استنثار'' (ناک صاف کرنے) کا ذکر ہے (۵) اب ان دونوں الفاظ کا مشترکہ مفہوم یہ ہوگا کہ ناک کی صفائی کیلئے پانی ناک میں کھینچ کر پھر سانس کی قوت سے چھڑک کر نکالدینا۔

یہ واقعہ ہے کہ سانس کے واسطے سے فضا میں موجود گرد وغبار ناک میں جمع ہوتے

(۱) مراقی الفلاح مع طحطاوی ص:۶۹، فصل فی سنن الوضوء
(۲) نیل الاوطار ۱/ ۱۷۷، باب المضمضة والاستنشاق
(۳) شرح السنہ ۱/ ۴۱۳، باب المضمضة والاستنشاق
(۴) مسلم رقم الحدیث: ۲۶۱، باب خصال الفطرة
(۵) مستخرج ابی عوانہ رقم الحدیث: ۷۴۲، ایجاب حلق العانة وقص الشارب

رہتے ہیں، جو ناک کی تری سے ملنے کے بعد خشک ہو کر سخت ہو جاتے ہیں، اگر اس کی صفائی پر توجہ نہ دی جائے تو خود ناک میں کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے، نیز ناک کے راستے سے جو سانس لی جائے گی وہ بھی اس گندگی سے متاثر ہو کر اندر پہونچے گی، اور اس کی وجہ سے جسم کا سارا نظام متاثر ہونے کا امکان ہے؛ اس لئے اسلام نے اس کی صفائی پر بہت زیادہ زور دیا ہے، اور اسے امور فطرت میں شامل کیا ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فتوحات مکیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

> ''ہر مذہب وملت کے لوگ ناک کی بلغمی رطوبتوں کو رفع کرنا پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہیں، اگر ناک کو اندر سے نہ دھویا جائے تو ناک کے منجمد بلغم سے دماغ میں برا اثر پہونچتا ہے، جو بسا اوقات باعث ہلاکت ہوتا ہے، نیز اہل عرب کے عرف میں (بلکہ ہمارے علاقوں میں بھی یہی بات ہے کہ) ناک کے لفظ کو عزت اور بڑائی کے محل پر استعمال کرتے ہیں، چنانچہ جب وہ کسی کے لئے بدعا کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''رغم اللہ أنفہ'' خدائے تعالی اس کی ناک خاک آلود کرے۔
>
> اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اس کو عزت وبڑائی کے مقام سے ذلت میں گرائے، پس ناک کو دھونا اپنے کبر وغرور کو چھوڑنے اور خدائے تعالی کی درگاہ میں اپنی کسر نفسی دکھانے کی طرف ایماء ہے'' (۱)

ایک حدیث میں ہے کہ شیطان ناک کے بانسہ میں رات گذارتا ہے (۲) ناک دھونے سے اس کا اثر بھی دور ہوگا، طبیعت سے سستی وغفلت جاتی رہے گی، اسی کے ساتھ زکام سے بھی نجات حاصل ہوگی۔ (۳)

(۱) المصالح العقلیہ ص: ۴۶، وضو میں ناک کو صاف کرنے کی حکمت
(۲) بخاری رقم الحدیث: ۳۲۹۵، باب صفۃ ابلیس وجنودہ
(۳) حاشیۃ المصالح العقلیہ ص: ۴۶، وضو میں ناک کو صاف کرنے کی حکمت

ناک صاف کرنے کا طریقہ

ناک میں پانی دائیں ہاتھ سے ڈالنا چاہئے، چھینکنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے، اور چھینکتے وقت بایاں ہاتھ ناک پر رکھ لینا بہتر ہے، اور ضرورت محسوس ہو تو ناک میں انگلی ڈال کر اچھی طرح اس کی صفائی کر لینی چاہئے؛ تا کہ خشک وتر دونوں طرح کی بلغمی رطوبتوں سے ناک صاف ہو جائے۔(۱)

وضو میں کلی اور ناک کی صفائی

وضو کرتے وقت خاص طور سے کلی کرنے اور ناک صاف کرنے کی تاکید آئی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إذا توضأت فمضمض"(۲)

"جب وضو کرو تو کلی بھی کیا کرو"

اور نسائی وترمذی میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إذا توضأت فانتثر"(۳)

"جب وضو کرو تو ناک بھی صاف کرو"

خود آپ ﷺ جب وضو فرماتے تو کلی اور ناک صاف کرنے کا ضرور اہتمام فرماتے تھے، کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں کبھی ترک کیا ہو، (۴) آپ ﷺ کی انہی قولی اور فعلی احادیث کی بناء پر فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ وضو میں کلی کرنا اور ناک صاف کرنا سنت مؤکدہ ہے، چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ اور ابن عابدین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"وهما سنتان موكدتان (در) فلو تركهما أثم على

(۱) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص:۶۹، فصل في سنن الوضوء
(۲) ابوداؤد رقم الحديث:۱۱۴، باب في الاستنثار
(۳) نسائي رقم الحديث:۸۹، الامر بالاستنثار، ترمذي رقم الحديث:۲۷، باب ماجاء في المضمضة
(۴) عون المعبود وحاشيه ابن قيم ۱/۲۸۵، باب مقدار الماء الذي يجزئ به الغسل

الصحیح"(۱)

"کلی کرنا اور ناک صاف کرنا سنت مؤکدہ ہیں، لہٰذا اگر کوئی بلا عذر
ان دونوں کو وضو میں ترک کرنے کی عادت بنالے تو گنہگار ہوگا"

حتیٰ کہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے حلیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اعضاء وضو کا تین تین بار دھونا سنت ہے، اور کلی کرنا اور ناک صاف کرنا بھی سنت ہے؛ لیکن اس کا درجہ اعضاء وضو کے تین تین بار دھونے سے بڑھا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف اتنا پانی ہو کہ اس سے تین بار اعضاء وضو کو دھوئے گا تو کلی اور ناک کی صفائی نہیں کرسکتا، اور کلی اور ناک کی صفائی کرے تو اعضاء وضو کو صرف ایک بار دھوسکتا ہے، تو ایسی صورت میں کلی کرے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرے اور اعضاء وضو کو صرف ایک ایک بار دھونے پر اکتفاء کرے۔(۲)

کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ

وضو میں کلی کرتے وقت مبالغہ کی بھی تاکید آئی ہے(۳) مبالغہ کا کئی طریقہ بیان کیا جاتا ہے(۴) لیکن راجح قول یہ ہے کہ غرغرہ کیا جائے، اور حلق تک پانی پہونچانے کی کوشش کی جائے (۵) اسی طرح ناک صاف کرنے میں بھی مبالغہ کا حکم ہے(۶) اور اس میں مبالغہ یہ ہے کہ ناک کے دونوں سوراخوں میں پانی ڈالتے وقت آہستگی سے سانس کی قوت کے ساتھ اس طرح اوپر پانی کھینچا جائے کہ ناک کے نرم حصوں تک پہونچ جائے (۷) حضرت لقیط بن صبرہ نے آپ ﷺ سے طریقۂ وضو دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے اس کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

(۱) شامی ۱/۱۱۶، سنن الوضوء
(۲) حوالہ سابق
(۳) بنایہ ۱/۲۱۳، المضمضۃ والاستنشاق
(۴) سعایہ ۱/۱۲۱ الاستنشاق بمیاہ
(۵) بنایہ ۱/۲۱۳، المضمضۃ والاستنشاق
(۶) ترمذی رقم الحدیث: ۷۸۸، باب ماجاء فی کراھیۃ مبالغۃ الاستنشاق للصائم
(۷) بنایہ ۱/۲۱۳، المضمضۃ والاستنشلق

"بالغ فی والاستنشاق" (۱)

''ناک صاف کرنے میں مبالغہ سے کام لیا کرنا''

اور مبالغہ ہی میں یہ بھی داخل ہے کہ منہ اور ناک میں انگلی ڈال کر اچھی طرح صفائی کی جائے؛ (۲) البتہ کلی کرنا جو وضو کی سنت ہے، اس کی ادائیگی کے لئے پانی کو منہ میں حرکت دینا شرط نہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی غٹ غٹ پانی پی لے تو اس سے بھی کلی کرنے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ (۳)

وضو میں کلی اور ناک کی صفائی میں ترتیب

کلی پہلے اور ناک کی صفائی بعد میں کرنا سنت ہے (۴) اور اس ترتیب کی رعایت نہ کرنا خلاف سنت ہے، اگر ترتیب کا لحاظ کئے بغیر بھی کوئی شخص ناک کی صفائی اور کلی کر لے تو بھی وضو کی یہ دونوں سنتیں ادا ہو جائیں گی (۵) علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کلی اور ناک کی صفائی وضو میں دو مستقل سنتیں ہیں، جن کو ادا کرتے وقت سات امور کا لحاظ کرنا چاہئے، جن میں سے ایک کلی اور ناک کی صفائی میں ترتیب کی رعایت کرنا بھی ہے، ان کی پوری عبارت یہ ہے:

"واعلم أن المضمضة والاستنشاق سنتان مشتملتان علی سبع سنن: الترتیب والتثلیث والتجدید وفعلهما بالیمین والمبالغة فیهما والمج والاستنثار" (۶)

''یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کلی اور ناک کی صفائی دو مستقل سنتیں ہیں، جو سات سنتوں پر مشتمل ہیں: ◆ دونوں کے درمیان ترتیب کا لحاظ

(۱) ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۴۲، باب فی الاستنثار
(۲) درمع شامی ۱/۱۱۲، ۱۱۷، سنن الوضوء
(۳) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۶۹، فصل فی سنن الوضوء
(۴) سعایه ۱/۱۱۲، باب السواک
(۵) شامی ۱/۱۱۶، سنن الوضوء
(۶) طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۷۰، فصل فی سنن الوضوء

کرنا، ◆ دونوں کے لئے تین تین بار پانی لینا ◆ ہر مرتبہ نیا پانی لینا،
◆ دونوں میں پانی دائیں ہاتھ سے ڈالنا ◆ مبالغہ کرنا، ◆ پانی کو منہ
میں حرکت دینا اور ◆ ناک کو سانس کی قوت سے چھڑکنا"

وضو میں کلی اور ناک کی صفائی کرنے کا طریقہ

وضو میں کلی اور ناک کی صفائی کیسے کی جائے؟ اس سلسلے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں، اسی لئے ائمہ کرام رحمہ اللہ کے درمیان اس تعلق سے اچھا خاصا اختلاف پایا جاتا ہے، (۱) احناف کے یہاں اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین بار کلی کی جائے، اور ہر مرتبہ نیا پانی استعمال کیا جائے، اس کے بعد پھر تین مرتبہ ناک کی صفائی کی جائے، اور اس میں بھی ہر مرتبہ علحدہ پانی لیا جائے، یہی احناف کے یہاں معمول بھی ہے۔ (۲)

فرض سے پہلے سنت ادا کرنے کا حکم کیوں؟

یہاں ایک شبہ ہوتا ہے کہ وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے، اور گٹوں تک ہاتھ دھونا، کلی کرنا اور ناک کی صفائی کرنا وضو میں سنت ہیں، اور یہ بات تو مسلم ہے کہ فرض کا مرتبہ سنت سے اعلی وارفع ہوتا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے چہرہ دھونا چاہئے، اس کے بعد ان سنتوں کی ادائیگی ہونی چاہئے، حالانکہ وضو کے باب میں اس کے خلاف ہے، پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جاتے ہیں، پھر کلی اور ناک کی صفائی کی جاتی ہے، (جبکہ یہ سب وضو کی سنتیں ہیں) اس کے بعد چہرہ دھویا جاتا ہے، (جبکہ یہ فرض ہے)۔

اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے ابن امیر الحاج نے لکھا ہے کہ درحقیقت پانی میں تین اوصاف ہوتے ہیں، اور ان میں تغیر ہونے اور نہ ہونے پر ہی پانی کی پاکی وناپاکی کا فیصلہ کیا جاتا ہے، ان میں سے ایک وصف تو رنگ ہے دوسرا مزا اور تیسرا بو ہے، وضو کرتے وقت سب سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھو کر یہ دیکھا جاتا ہے کہ پانی کا رنگ تو ٹھیک ہے، اس میں کسی قسم کا تغیر تو واقع نہیں ہوا ہے؟ دوسرے نمبر پر کلی کر کے پانی کا مزہ معلوم کیا جاتا ہے کہ آیا وہ اپنی

(۱) سعایہ ۱/۱۲۵، تخليل اللحية
(۲) شامی ۱/۱۱۶، سنن الوضوء

طبعی حالت پر برقرار ہے یا اس میں تبدیلی آ چکی ہے؟ اور تیسرے نمبر پر ناک میں پانی ڈال کر اس کی بودریافت کی جاتی ہے کہ وہ کیسی ہے، اس میں کسی قسم کی بدبو تو پیدا نہیں ہوگئی ہے؟ اس طرح ان تینوں اوصاف کو جانچ لینے کے بعد پھر اس سے فرض (چہرہ دھونا) ادا کیا جاتا ہے، تا کہ مکمل اطمینان کے ساتھ فرض ادا ہو جائے۔

ایک شبہ اور اس کا حل

یہاں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مزہ کو پہلے اور بو کو بعد میں معلوم کرنے میں کیا حکمت ہے؟ اس کے برخلاف پہلے پانی کی بو (ناک میں پانی ڈال کر) معلوم کی جاتی، اور بعد میں اس کا مزہ (کلی کر کے) دریافت کیا جاتا تو کیا حرج تھا؟ جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مزہ چونکہ منہ سے معلوم کیا جاتا ہے اور بو ناک سے محسوس کی جاتی ہے، اور منہ کے منافع ناک کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں، اس لئے منہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے حق تقدم حاصل ہوا، اور پہلے مزہ معلوم (کلی) کرنے کا حکم ہوا، اور بعد میں بو دریافت (ناک کی صفائی) کرنے کا حکم دیا گیا۔(۱)

غسل میں کلی اور ناک کی صفائی

غسل واجب خواہ جنابت کی وجہ سے ہو یا حیض ونفاس سے، اس میں کلی اور ناک کی صفائی کا تاکیدی حکم ہے، حضرت ابوہریرہ ﷛ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

"المضمضة والاستنشاق للجنب فريضة" (۲)

"جنبی کے لئے کلی اور ناک کی صفائی فرض ہے"

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس ﷛ سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص غسل کر رہا تھا، کلی اور ناک کی صفائی کرنا اتفاقاً وہ بھول گیا، تو کیا اس پر کلی اور ناک کی صفائی بعد میں کرنا لازم ہے؟ تو آپ ﷛ نے فرمایا:

"لا يعيد إلا أن يكون جنبا" (۳)

---

(۱) طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:۷۰، فصل فی سنن الوضوء

(۲) سعایہ ۱/۲۷۶، فرض الغسل المضمضة والاستنشاق

(۳) سنن دار قطنی رقم الحدیث: ۴۱۱، ۴۱۳، باب ماروی فی المضمضة

''بعد میں کلی اور ناک کی صفائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے،لیکن اگر وہ جنبی ہوتو کرنی ہوگی''

نیز ارشاد ربانی ہے:

"وإن كنتم جنبا فاطهروا"(۱)

''اگر جنبی ہوتو خوب خوب طہارت حاصل کرو''

انہی نصوص کے پیش نظر احناف کے یہاں کلی اور ناک کی صفائی غسل جنابت میں فرض ہے،اس کے بغیر شرعاً غسل معتبر نہ ہوگا(۲) اسی لئے کلی کرتے وقت اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ منہ کے ہر حصہ میں پانی پہونچ جائے،اگر منہ کے ہر حصہ میں پانی نہ پہونچا، خواہ اس کا سبب جو بھی ہو، غسل ادا نہ ہوگا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے والد حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم صاحب نور اللہ مرقدہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ آج کل ہندوستانی عورتیں عموماً علک (ایک قسم کی گوند) چبایا کرتی ہیں،اور اس میں ایک طرح کا ٹھوس پن اور چپکاہٹ بھی ہوتی ہے،جس جگہ وہ چپک جاتی ہے وہاں تک پانی نہیں پہونچ پاتا ہے،اگر اس کے کچھ اجزاء دانتوں کے درمیان پھنس کر رہ جائیں،اور غسل واجب کرتے وقت اسے دور نہ کریں، اور اس کی موجودگی ہی میں کلی کر لینے پر اکتفا کرلیا کریں تو ان کا غسل ادا ہوگا یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ غسل ادا نہ ہوگا، کیونکہ منہ کے ہر جزء میں پانی کا پہونچنا فرض ہے،اور اس کی موجودگی میں پانی پہونچ نہیں پاتا ہے،اس لئے غسل ادا نہ ہوگا،ہاں اگر وہ پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ پیدا نہ کرتا ہوتو غسل درست ہوجائے گا(۳)اسی سے معلوم ہوا کہ آجکل جو''چنگم'' کا استعمال عام ہے،یہ بھی دانتوں سے چپک جاتے ہیں،اور پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں،اس لئے غسل فرض سے پہلے اہتمام کے ساتھ اس سے منہ کی صفائی کرلینی چاہئے، تاکہ منہ کے ہر حصے تک پانی پہونچنے میں کوئی شبہ باقی نہ رہ جائے۔

(۱) المائدة:۶
(۲) در مع الشامی:۱/۱۵۶،سنن الغسل
(۳) سعایہ ۱/۲۸۰،وغسل الیدین

اسی طرح غسل کرتے وقت ناک کے نرم حصوں تک پانی پہونچانا ضروری ہے، اہتمام وتوجہ سے اس فعل کو انجام دینا چاہئے، تا کہ اس کا کوئی حصہ پانی سے تر ہونے سے نہ رہ جائے، حتی کہ اگر رینٹھ خشک ہو کر کھال سے چپکی ہوئی ہو، اور اس کو دور کئے بغیر ناک میں پانی ڈال لینے پر اکتفا کرلیا گیا تو غسل ادا نہ ہوگا، اس لئے غسل کرتے وقت اس کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے (۱) عموماً اس میں غفلت ہوجاتی ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

غسل میں کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ

غسل میں بھی کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا مطلوب ہے، فقہاء نے اسے سنت قرار دیا ہے، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ شرح بزدوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"المبالغة فی المضمضة والاستنشاق سنة فی الطهارتین"

(۲)

"کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا وضو اور غسل دونوں میں سنت ہے"

غسل میں کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کا وہی طریقہ ہے جو وضو کرتے وقت مبالغہ کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

روزہ دار کے لئے مبالغہ کا حکم

وضو و غسل میں کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا ان حضرات کے لئے سنت ہے جو روزہ سے نہ ہوں، لیکن جو حضرات روزے سے ہوں ان کے لئے کلی اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے (۳) کیوں کہ اس سے حلق یا دماغ میں پانی چلے جانے کا اندیشہ ہے، اور یہ روزہ کے ٹوٹ جانے کا باعث ہوگا، اس لئے روزہ کی حالت میں اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(۴)

(۱) شامی ۱/۱۵۲، فرض الغسل
(۲) سعایہ ۱/۲۸۰، وغسل البدن
(۳) ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۴۲، باب فی الاستنشاق
(۴) مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی ص: ۶۷۳، باب ما یفسد الصوم الخ

انگلی کے جوڑوں کا دھونا

انگلی کے جوڑوں کا دھونا (غسل براجم) بھی نظافت کے قبیل سے ہے، جس کے اختیار کرنے کا حکم اسلام نے اپنے ماننے والوں کو خاص طور سے دیا ہے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ امور فطرت میں سے ایک غسل براجم (جوڑوں کا دھونا) بھی ہے(۱) حدیث میں انگلی کے جوڑوں کا دھونا فطرت ابراہیمی کے قبیل سے قرار دیا گیا ہے، ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے:

"من فطرة إبراهيم غسل الذكر والبراجم" (۲)

"مقام پیشاب اور جوڑوں کا دھونا فطرت ابراہیمی میں سے ہے"

حضرت عبداللہ بن بشر مازنیؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو غسل براجم (جوڑوں کے دھونے) کا حکم دیا ہے:

قصوا أظافيركم وادفنوا قلاماتكم ونقوا براجمكم (۳)

"ناخن تراشو، تراشے ہوئے اجزاء کو دفن کردو اور براجم (انگلی کے جوڑوں) کو صاف رکھا کرو"

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد میں تاخیر ہوگئی، آپ ﷺ نے ان سے تاخیر کی

---

(۱) مسلم رقم الحديث: ۲۶۱، باب خصال الفطرة

(۲) درمنثور ۱/ ۲۷۵، تحت قوله تعالى واذابتلى ابراهيم ربه الخ

(۳) فتح الباری ۱۰/ ۳۳۸، باب قص الشارب، نوادر الاصول للحكيم الترمذی: ۱/ ۱۸۵، في النظافة

وجہ دریافت کی، تو انہوں نے یہ عذر بیان کیا:

"کیف نأتیکم وأنتم لا تقصون أظفارکم ولا تنقون براجمکم ولا تستاکون"(۱)

"ہم کیسے آیا کریں؟ جب کہ آپ ﷺ کے (بعض) صحابہ ناخن نہیں کاٹتے، کوڑوں کو دھوتے نہیں اور نہ مسواک کرتے ہیں (حالانکہ اس کی وجہ سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے)"

ایک حدیث میں غسل براجم نہ کرنے پر جہنم کی وعید بھی آئی ہے(۲) جس سے اس کی اہمیت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے، خلاصہ یہ کہ جوڑوں کو دھونا امور فطرت میں سے ہونے کے ساتھ اسوہ ابراہیمی بھی ہے، آپ ﷺ نے خاص طور پر اس کا حکم دیا ہے اور اس کا اہتمام نہ کرنے پر جہنم کی بھی وعید سنائی ہے، اس کا اہتمام نہ کرنا حضرت جبرئیل (بلکہ عام فرشتوں) کی اذیت کا باعث ہے، اس لئے پوری توجہ کے ساتھ اس حکم پر عمل کرنیکی ضرورت ہے۔

غسل براجم کا مطلب

براجم "برجمۃ" کی جمع ہے، انگلیوں کے جوڑ جو ہتھیلیوں کی پشت کی طرف ہوتے ہیں اسے براجم کہتے ہیں (۳) اب غسل براجم کا مطلب یہ ہوگا کہ ہتھیلیوں کی پشت کی طرف کی انگلیوں کے جوڑوں کو دھویا جائے، اور ان کی شکنوں میں جمے ہوئے گرد وغبار کو اہتمام سے صاف کیا جائے۔

غسل براجم کی حکمت

انگلیوں کے جوڑ جو ہتھیلیوں کی پشت کی طرف ہوتے ہیں، ان پر چونکہ کئی شکنیں ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے گرد وغبار وہاں پر جمع ہوتے رہتے ہیں اور گرد وغبار کی تہیں ان پر جم جانے کے بعد دیکھنے میں بھی وہ خراب معلوم ہوتے ہیں (۴) اس سے جلدی بیماریوں کا اندیشہ بھی

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:۱۸۰۵، ماذکر فی السواک
(۲) الزواجر ۱/ ۲۱۰، الکبیرۃ الثانیۃ والسبعون ترک شئ من واجبات الوضوء
(۳) فتح الملھم ۱/ ۱۳/ ۳، باب خصال الفطرۃ
(۴) تفسیر خازن ۱/ ۷۶، سورۃ البقرۃ، ۱۲۲، ۱۲۴

ہے، نیز اہل عرب عام طور پر کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھویا نہیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے کھانے کی تری اور چکنائی جوڑوں پر خاص طور سے لگی رہتی تھی، اور اس پر گرد وغبار جم جایا کرتے تھے (۱) اسلام چونکہ صاف ستھرا مذہب ہے، اس لئے اس کے دھونے کی اس نے خاص طور پر تاکید کی ہے۔

غسل براجم مستقل سنت ہے

انگلی کے جوڑوں کا دھونا چونکہ نظافت کے پیش نظر مشروع ہوا ہے، اس لئے یہ وضو ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کہ صرف وضو کرتے وقت اسے دھولیا جائے، اور دیگر مواقع پر اس کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے، دراصل یہ امور فطرت میں سے ہے، جب بھی ان جوڑوں پر میل کچیل جم جائیں اسے دھو کر صاف کر دینا چاہئے، وضو کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهو سنة غير مختصة بالوضوء" (۲)

"جوڑوں کا دھونا مستقل سنت ہے، وضو کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے"

غسل براجم وضو میں

البتہ وضو کرتے وقت ان جوڑوں کے دھونے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے، اس لئے اس وقت مزید اہتمام سے دھونا چاہئے، ایک حدیث میں ہے:

"أن النبی ﷺ أمر بتعاهد البراجم عند الوضوء لأن الوسخ إليها سريع" (۳)

"نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے وقت جوڑوں کے دھونے پر خاص توجہ دینے کا حکم فرمایا ہے، کیونکہ ان پر میل کچیل بہت جلد جمع ہوجاتے ہیں"

---

(۱) احیاء العلوم ۱/ ۱۳۸، القسم الثالث من النظافة
(۲) المجموع ۱/ ۲۸۸، باب السواک
(۳) فتح الباری ۱۰/ ۳۳۸، باب قص الشارب

غسل رواجب

بعض احادیث میں ''غسل رواجب'' کی بھی تاکید آئی ہے(۱) رواجب کی مختلف تشریح کی گئی ہے، ایک تشریح امام غزالی رحمہ اللہ نے یہ کی ہے کہ انگلی کے سروں پر اور بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر جو میل کچیل عموماً جمع ہوجاتے ہیں ان کو اچھی طرح صاف ستھرا رکھا جائے (۲) ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ اور معانی بھی ائمہ لغت کے حوالے سے نقل کئے ہیں، لیکن سارے اقوال کو سامنے رکھنے کے بعد قدر مشترک یہ نکلتا ہے کہ انگلیوں میں جہاں بھی شکن ہوں، اور جس جس جگہ میل کچیل کے جمع ہونے کا اندیشہ ہو اسے اہتمام کیساتھ دھونا چاہئے۔(۳)

غسل براجم کا ایک اور معنی

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ غسل براجم کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ناخن کاٹنے کے بعد انگلیوں کے سروں کو دھولیا جائے، کیونکہ اگر ناخن کاٹنے کے بعد انگلیوں کے سروں کو نہ دھویا جائے، اور جسم کے کسی حصہ کو اسی حالت میں کھجایا جائے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس مقام پر کہیں خارش نہ پیدا ہوجائے (۴) مگر یہ معنی مراد لینے کی صورت میں احکام فطرت جو عموم کا تقاضا کرتے ہیں وہ باقی نہیں رہے گا، یہ حکم صرف ناخن تراشنے کے بعد سے متعلق ہوگا، اس لئے اس جگہ جمہور کا بیان کردہ پہلا معنی ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

بدن کے دوسرے حصوں کے میل کچیل

جوڑوں کے دھونے سے متعلق جتنی احادیث مروی ہیں انھیں سامنے رکھ کر علماء نے فرمایا کہ بدن کے جن حصوں پر میل کچیل جم جائیں خواہ کان کے سوراخ اور ان کے شکن ہوں، یا اس کے علاوہ کوئی اور عضو، ان سب کو صاف ستھرا رکھنا امور فطرت میں سے ہے، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) حوالہ سابق
(۲) احیاء العلوم ۱/ ۱۳۸، القسم الثالث من النظافة
(۳) فتح الباری: ۱۰/ ۳۳۸، باب قص الشارب
(۴) المغنی ۱/ ۶۵، فصل غسل رؤوس الأصابع

’’بعض اکابر علماء نے فرمایا کہ اس حدیث (حدیث فطرت) سے یہ اصول معلوم ہو گیا کہ جسم کی صفائی اور اپنی ہیئت اور صورت کی درستی، اور ہر ایسی چیز کا ازالہ، اور اس سے اجتناب جن سے گھن آئے اور کراہیت پیدا ہو، احکام فطرت میں سے ہے، اور طریقۂ انبیاء ہے‘‘(۱)

ابن حجر کی صراحت

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے:

”وقد ألحق بها إزالة مايجتمع من الوسخ في معاطف الأذن وقعر الصماخ“(۲)

’’براجم ہی کے حکم میں کان کے شکن اور ان کے سوراخوں میں جمع ہونے والے میل کچیل کی صفائی بھی ہے‘‘

اور علامہ محمود محمد خطاب سبکی رحمہ اللہ نے ذرا اور واضح انداز میں لکھا ہے:

”ويلحق بذلک مايجتمع من الوسخ في معاطف الأذن والصماخ فيزيله بالمسح ... وكذلک ما يجتمع في داخل الأنف وجميع وسخ المجتمع على أى موضع من البدن بالعرق والغبار ونحوهما“(۳)

’’غسل براجم ہی کے حکم میں کان کے شکن اور سوراخ میں جمع ہونے والی میل بھی ہے، لہذا اسے اچھی طرح صاف کرلیا جائے، اسی طرح وہ آلائش جو ناک میں جمع ہوجاتی ہے، نیز بدن کے جس حصہ پر بھی پسینہ اور گرد وغبار وغیرہ کی وجہ سے میل کچیل جم جائیں سب کو

---

(۱) معارف الحدیث ۳/ ۶۲، کتاب الطهارة
(۲) فتح الباری ۱۰/ ۳۳۸، باب قص الشارب
(۳) المنهل العذب ۱/ ۱۸۹، فوائد السواک وحكم الاستنشاق واستحباب قص الأظفار

صاف کرنا اسی حکم میں ہے (یعنی یہ بھی احکام فطرت میں سے ہے"

اسی طرح ناک کے بال جب بڑے ہو جائیں، اور اس سے ناک کی رطوبت اور آلائش وغیرہ الجھنے لگیں تو اسے بھی کاٹ دینا چاہئے (۱) البتہ اس کے اکھیڑنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے مرض آکلہ (ایک خاص قسم کا مرض) ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (۲)

(۱) فتح الملہم ۱/۳۱۲، باب خصال الفطرة

(۲) عالمگیری ۵/۳۵۸، الباب التاسع عشر فی الختان الخ